سراج الایمان

سنہ ۱۳۲۴ ھ

یہ رسالہ مذہبِ حقہ اثنا عشریہ کے اثبات احق میں ایک
بڑے زبردست محقق کی تالیفات سے ہے آغاز رسالہ سے
یہی تمہید شروع کی ہے کہ اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی ایسی شان عظیم ہے اور ایسے ایسے عالی درجات ہیں پھر
یوحنا بن اسرائیل کا قصہ اسطرح پر لکھا ہے کہ اُس نے آئمہ اربعہ کے علما
سے مناظرہ کیا بعد ازاں مذہب اہلبیتؑ کا حال دریافت کرکے تحقیق حق
سے مذہب حقہ اثنا عشریہ کو اختیار کیا اگرچہ یہ رسالہ مختصر ہے لیکن
دلائل عجیب غریب درج فرمائے ہیں کہ ہر عاقل و بالغ منصف
مزاج بہت جلدی حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ

[illegible]

١٣٢٤ھ

سراج الایمان

١٩٠٦ع

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواہر زواہر جمیع حمد وثنا واسطے اس خدائے قادر توانا کے زیبا ہیں کہ جس نے اپنے چشمۂ مہربانی سے دریائے اسلام کو اوپر زمین عرب عجم کے جاری وروان فرمایا کہ جنکے انہار وجداول سے روز بروز زمین عالم سیراب وشاداب ہوتی جاتی ہے الحمد للہ رب العالمین۔ اور دُرر وغُرر درود وسلام اس ناخدائے سفینۂ نجات کے لئے سزاوار ہیں۔ کہ جس نے اپنی دریادلی سے ایک ایسی کشتی مضبوط بنائی کہ جو بخوف وبیم ورطات مہالک بدون امداد نجوم کے مثل سفینۂ نوحؑ حاجیان کعبۂ مقصود کو ساحلِ نجات پر پہنچائے صلی اللہ علیہ وآلہ۔ امابعد ارباب بصائرہ وصاحبان بصیرت پر مخفی نہ رہے کہ ایک مدت سے اس نحیف کو بہ نظر خیر خواہی بندگان الٰہی خیال اس امر کا تھا کہ ایک رسالہ مختصر جو واسطے سرگشتگان وادیٔ ضلالت کے راہ نما اور اسیران چاہ ہلاکت کے لئے دستگیر ہو۔ خصوص اُس شخص کے لئے کہ جو ارادہ کسی ملت سے ملت محمدیؐ میں آنے کا کرے۔ اُس کیواسطے پیش رو ہو کر ایصال الی المطلوب کرے حیز تحریر میں لائے بسبب عوائق۔

دینوی اور موانع لابدی کے یہ ارادہ حیز تعویق میں تھا کہ اتفاقاً رسالہ ہدایۃ المبتدعین
کہ جو مشتمل تھا اوپر مدح ایک صاحب کے جو کہ تازہ اسلام لائے تھے اور اوپر رد مذہب
فرقہ مبتدعین کے اسکو دیکھکر پھر شوق سے اوپر لکھنے رسالہ مذکور کے غلبہ کیا اور خواہش
طبع مقتضی اسکی ہوئی کہ کچھ کچھ اس میں رد ہو۔ رسالہ مبتدعین کا بھی پس بتوفیق
الٰہی و بامداد رسالت پناہی ۱۲۸۹ھ ہجری ماہ ذیقعد میں یہ رسالہ لکھا گیا اور بنام
سراج الایمان مسمّی ہوا۔ واللہ ولی التوفیق والاتمام۔ پس اولاً جاننا چاہیے
کہ یہ حدیث دونوں فرقوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور جملہ متواترات سے کہ
کسی کو اس میں کچھ کسی طرح کا کلام نہیں۔ یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ انّی تارکٌ
فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلّوا بعدی احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبلٌ
ممدودٌ من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی الا انہما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض
اس حدیث شریف کو احمد حنبل نے کہ امام اہل سنت ہے اپنی مسند میں سعید خدری
سے روایت کیا ہے۔ اور روایت زید بن ثابت میں بجائے لفظ ثقلین لفظ خلیفتین کا
ہے اور حاصل معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ اے گروہ مسلمین بہ تحقیق کہ میں چھوڑنے
والا ہوں تم میں دو چیزیں گرانمایہ۔ اگر تم تمسک کروگے ان کے ساتھ اور انکے
احکام کے پابند رہوگے تو بعد میرے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک انمیں بزرگ
ہے دوسرے سے۔ ایک تو کتاب خدا ہے کہ وہ ایک نور ہے ممتد اور کشیدہ
مثل رسن آسمان سے زمین تک۔ اور دوسرے اُن میں سے عترت میری ہے،
کہ وہ اہل بیت میرے ہیں۔ آگاہ ہو کہ یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہونگے تاآنکہ
وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پر۔ اور بھی اس حدیث کو اسی کتاب میں
اسرائیل بن عثمان و یزید بن حبان و زید بن ارقم سے مختلف اللفظ اور متفق المعنی
روایت کیا ہے۔ از انجملہ ایک یہ کہ یزید بن حبان کہتا ہے کہ میں حصین بن سبرہ

اور عمر بن مسلم کے ساتھ زید بن ارقم کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو رسول خدا کیخدمت میں بہت رہا ہے اور اکثر احادیث کو سُنا ہے کوئی حدیث آپ کی بیان کر۔ زید نے کہا اے پسر برادر پیری کے سبب نسیان بہت ہوگیا ہے۔ پس جو کہوں اسپر اکتفا کرنا۔ اور زیادہ اس سے تکلیف نہ دینا کہ منزل غدیر میں بعد خطبہ کے جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ ایہا الناس انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی واجیبہ وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ النور فخذو ا کتاب اللہ و استمسکوا بہ الخ یعنی ایہا الناس نہیں ہوں میں مگر ایک بشر بہ تحقیق نزدیک ہے کہ آوے میرے پاس فرستادہ خدا پس اجابت کروں میں اسکی یعنی بارادہ الہی اس عالم سے انتقال کروں اور میں چھوڑنے والا ہوں تم میں دو چیزیں گرانمایہ ان دونوں سے کتاب خدا ہے اسمیں ہے روشنائی۔ پس لو تم کتاب خدا کو اور متمسک ہو ساتھ اسکے غرض کہ ترمذی نے بھی اپنی صحیح میں جابر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مشکوٰۃ اور جمع بین الصحاح ستہ اور صحیح ابی داؤد اور مصابیح وغیرہ کتب اصحہ اہل سنت میں مختلف اللفظ متفق المعنی بھی یہ حدیث موجود ہے جس کو اس میں شک ہو وہ ان کتابوں کو دیکھ لے۔ پس جبکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ حدیث رسول خدا نے فرمائی اور طرفین کے علماء فحول کے نزدیک صحیح ہے تو اب یہ امر تحقیق کرنے کے قابل ہے کہ عمل اس حدیث پر کس فرقہ کا ہے اور کس کا نہیں ناظرین کتب فریقین پر ظاہر اور باہر ہے کہ عمل اس حدیث پر فرقہ تشیع کا ہے نہ کسی اور فرقہ کا۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ تمامی کتب اصولیہ اور فروعیہ فرقہ تشیع کے احکامات قرآنی اور اقوال و آثار اہل بیت رسالت سے مشحون و مالا مال ہیں افعال و اعمال ان کے احکام اوامر و نواہی کتاب خدا و عترت رسول ہدیٰ سے مطابق کوئی قول تا وقتیکہ کسی ایک آئمہ اثنا عشری اس پر سند نہ ہو مقبول نہیں ہے اور جس حدیث

وخبر کا سلسلہ اولاد رسول تک پہنچے محض پوچ و بے اعتبار ہے۔ کتابیں فرقہ شیعہ کی موجود و کثیر الوجود ہیں۔ جسکو اس میں شک ہو وہ دیکھ لے۔ بخلاف اہل تسنن کے کہ اصول انکا ابو الحسن اشعری سے اور فروع انکا مجتہد اربعہ یعنی ابو حنیفہ وغیرہ سے ہے پس یہ لوگ اپنے جملہ مسائل اصولیہ اور فروعیہ میں انکے اقوال و افعال پر اعتماد و اعتقاد کرتے ہیں اور انہی کی تقلید میں رہتے ہیں کبھی کسی قسم کے مسئلہ میں قول اہلبیت کو سند نہیں لاتے۔ اور ان حضرات کی کمال و افعال پر نظر نہیں کرتے اور اگر احیاناً کبھی آنحضرت کے قول کو لاتے ہیں تو بے شمول غیر کے اس قول کو صحیح نہیں جانتے اور قبول نہیں کرتے اور ظاہر ہے جو فرقہ فرق اہل اسلام سے اہلبیت علیہم السلام سے پھرا وہ جملہ ہالکین سے ہے۔ دو تین دلیل بنا بر نمونہ اسجگہ لکھی جاتی ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ و ہم راکعون۔ حاصل معنی آیہ وافی ہدایہ یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی مالک اور حاکم اور اولیٰ بتصرف تمہارے نفسوں پر تم سے مگر خدا اور رسول اسکا اور وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہیں اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو حالت رکوع میں پس سب محدثین اور مورخین شیعہ اور سنی کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیہ جناب امیر کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اور شان نزول اسکی باتفاق ہر دو فرقہ دینا انگشتری کا سائل کو حالت رکوع میں جیسا کہ ثعلبی نے کہ ایک ائمہ معتبرین اہل تسنن سے ہے اسکی شان نزول میں عنایت بن ربیع سے اسطرح لکھا ہے کہ ایک روز ابن عباس کنارہ زمزم پر بیٹھے احادیث بیان کر رہے تھے کہ ایک مرد نقاب پوش وارد ہوا اور جب ابن عباس قال رسول اللہ کہتے تو وہ بھی قال رسول اللہ کہتا۔ ابن عباس اسکا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئے اور پوچھا اس سے کہ تو کون ہے تو اس نے نقاب اٹھا کر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا میں اسے بتلاتا ہوں کہ میں جندب بن جنادہ بدری ابوذر غفاری ہوں دیکھا ہے اور

سُنا ہے مینے رسُولِ خدا سے کہ علیؑ پیشوا ہے ابرار کا۔ اور کشندہ ہے کفار کا۔ منصور ہے وہ شخص کہ جس نے اسکی نصرت کی اور مدد دی اور ذلیل ہے وہ شخص کہ جس نے اوسے مخذول کیا۔ پھر ابو ذر نے کہا کہ آگاہ ہو کہ ایک روز مین مسجد میں رسُول خدا کے ساتھ نماز ظہر پڑہتا تھا کہ سائل نے آنکر سوال کیا اور کسی نے کچھ نہ دیا جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب رکوع میں تشریف لیگئے تھے سائل کو انگشت کوچک سے اشارہ کیا کہ اس نے حضور پیغمبرؐ انگشتری ہاتھ سے اُتار لی۔ جناب رسُول خدا نے یہ معاملہ دیکھکر خوشنود ہو کر سر سوئے آسمان اٹھا کر دعا کی کہ اللھم ان موسی سئلک فقال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرک فی امری فانزلت علیہ قرآنا ناطقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطاناً اللھم انا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا فاشدد بہ ظہری۔ حاصل یہ ہے کہ خداوندا موسیٰ پیغمبر نے سوال کیا تجھ سے اور کہا کہ اے رب میرے کھول تو سینہ کو میرے اور آسان کر تو کام میرے کو اور کھول گرہ میری زبان سے تاکہ سمجھیں وہ لوگ میری بات کو اور مقرر کر میرے واسطے وزیر میرے اہل سے ہارون میرے بھائی کو اور قوی کر اس سے پشت میری اور شریک کر اسکو میرے کام میں پس نازل کیا تو نے اسپر قرآن ناطق کو کہ قریب قوی کرتے ہیں ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور کرتے ہیں ہم تم دونوں کیلئے سلطنت (یعنی غلبہ) خداوندا میں کہ محمدؐ نبی اور صفی تیرا ہوں کھول میرے سینہ کو اور آسان کر میرے کام کو اور کر وزیر میرا میری اہل سے علیؑ بھائی میرے کو اور قوی کر اس سے میری پشت۔ پس ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل جانب رب جلیل سے آیہ انما ولیکم اللہ لائے اور صحیح نسائی اور جمع بین الصحاح میں اس طرح لکھا ہے کہ ابن سلام نے کہا کہ جب حضرت علیؑ نے رکوع میں انگشتری دی تو سائل نے

رسولخدا کو خبر کی اس وقت حضرت نے یہ آیہ پڑھا۔ اور ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ سائل رسولخدا کے پاس گیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ انگشتری تجھے کس نے دی اُس نے کہا کہ اس راکع نے یعنی علیؑ نے۔ پس حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ الذی جعلہا فی و فی اہل بیتی انما ولیکم اللہ الخ حاصل یہ ہے کہ جملہ حمد ہے خدا کو کہ جس نے نازل کیا اس کو بیچ حق میرے اور میرے اہل بیت کے یعنی یہ فضیلت دی مجھے اور میرے اہل بیت کو اور یہ آیہ تلاوت فرمائی اور اخطب خوارزم نے مناقب میں اشعار حسان بن ثابت کو کہ جو اس نے اس سخاوت کی مدح میں انشا کئے اپنی کتاب مناقب میں نقل کئے ہیں اور وہ یہ ہیں فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعا + فدتک نفوس القوم یا خیر راکع + فانزل فیک اللہ خیر ولایۃ ۞ و بینہا فی محکمات الشرائع یعنی تو وہ ہے کہ سخاوت کی تو نے حالت رکوع میں فدا ہوں تجھ پر جانیں سب کی اے بہتر رکوع کرنیوالوں کے نازل کیا تیری ذات میں بہترین لایت کو اور بیان کیا اس کو قرآن میں۔ پس جب یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب علیؑ بھی مثل خدا اور رسولؐ اُمت کے ولی اور حاکم اور اولی بتصرف ہوئے اور ولایت کا حصر بدلیل انما خدا اور رسولؐ اور اس ہی کی جناب میں ہوا تو پس جناب امیرؑ کی متابعت نہ کرنا اور انکی اقوال اور احکام کو نہ ماننا اور انسے تخلف کرنا عین خدا اور رسولؐ خدا سے پھرنا ہے اور خدا اور رسولؐ سے پھرنے والا جملہ ہالکین سے ہے دوسرے دلیل یہ ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا حق میں جناب علیؑ کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا میں مولا ہوں اس کا علیؑ بھی مولا ہے بیان اسکا موافق کتب صحیحہ اہل تسنن مثل سنن ابی داؤد اور جمع بین الصحاح اور مشکوٰۃ اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر علامہ نیشاپوری اور مناقب اخطب خوارزمی اور مسند احمد حنبل اور سر العالمین غزالی وغیرہ کی بانڈک تفاوت اس طرح پر ہے کہ جب پیغمبر آخر الزمان نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی

اثناء راہ میں اٹھارویں ذالحجہ کی تھی یہ آیہ نازل ہوا کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے
پیغمبر خدا پہنچا خلائق کو وہ چیز کہ بھیجی گئی ہے طرف تیرے جانب پروردگار تیرے سے
اور اگر نہ کریگا تو اس چیز کو کہ جسپر مامور ہوا ہے اور نہ پہنچائیگا تو اسکو پس پہنچائی ہوگی
تو نے کوئی چیز پیغام پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالیٰ نگاہ رکھیگا تجھکو شر مردم سے
پس جب یہ فرمان واجب الاذعان خالق زمین و زمان کا نازل ہوا تو اسوقت اس
جناب نے موضع غدیر خم میں نزول فرمایا۔ حالانکہ وہ موضع جگہ نزول قافلہ اور
فرودگاہ مسافرین معروف و متعارف نہ تھا اور وقت ایسا گرم تھا کہ چرند و پرند کو
آشیانوں سے نکلنے کی تاب و طاقت نہ تھی اور ایک منبر پالان شتر سے تیار کیا
اور اسکے اوپر تشریف لیگئے اور ایک پایہ پر جناب علیؑ کو کھڑا کیا اور خطبہ طولانی
بیان فرمایا اور اس خطبہ میں اپنی رحلت سے خبر دی اور حکم کیا سب آدمیوں کو اوپر
تمسک کرنے کیساتھ قرآن اور اہل بیت کے اور وعدہائے جان پرور اور وعیدات
زہرہ شگاف ارشاد فرمائے اور بہت تاکید کی واسطے متابعت ثقلین کے پھر پوچھا سب
سے کہ الست اولی بکم من انفسکم یعنی آیا میں نہیں ہوں اولی بتصرف تم میں نفسوں تمہارے
سے سب نے کہا کہ بلی یا رسول اللہ یعنی آپ سب امور میں ہر مومن کے زیادہ اختیار
رکھتے ہیں اس مومن سے اور آپکا حکم ہر امر میں اسکے زیادہ تر اس سے جاری ہے
پس جب سب سے یہ اقرار اور اعتراف سنا تو ہاتھ جناب امیرؑ کا پکڑ کر اسقدر بلند کیا کہ سفیدی
بغل کی سب کو دکھلائی دی اور فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی جسکا میں مولا ہوں علیؑ بھی
اسکا مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو
جو اسے دشمن رکھے اور مخذول کر اسکو جو اسے مخذول کرے اور چھوڑ دے اور یاری

نہ کرا سکی جو اسکو چھوڑ دے اور اس کی مدد نہ کرے۔ اس وقت یہ آیہ نازل ہوا کہ الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ یعنی آجکے دن کامل کیا مینے دین تمہارا
اور تمام کیا تم پر اپنی نعمت کو اور اختیار کیا واسطے تمہارے اسلام کو۔ پس جناب رسولؐ
مقبول نے شکریہ میں اس موہبت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کے کہ دین حق نے جو میری رسالت سے
مقصود تھا علیؑ کی امامت سے تکمیل پائی یہ عبارت فرمائی کہ اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام
النعمۃ ورضاء الرب برسالتی وولایۃ علی ابن ابیطالبؑ حاصل یہ کہ تمامی حمد و ثنا واسطے خدا کے ہے
اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے اوپر میری پیغمبری اور
ولایت اور امامت علی ابن ابیطالبؑ کے اسوقت حضرت عمر نے ولیعہد شہنشاہ دوعالم کو
باین عبارت مبارکباد دی ہنیئاً لک اور بعض روایتیں ہے بخ بخ لک یا ابن ابیطالب
اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ یعنی مبارک اور گوارہ ہو تجھے اے علیؑ ہوا تو آج
مولا میرا اور مولا کل مومن کا اور مومنہ کا۔ پس اس سے ثابت اور متحقق ہوا کہ امامت اور خلافت
بحکم خدا و رسولؐ بعد جناب ختمی مآب جناب امیرالمومنین علیؑ میں منحصر ہوئی۔ پس جو لوگ
باین تاکیدات و تصریحات خدا و رسولؐ کے جناب علیؑ کی متابعت نہیں کرتے اور انکو
خلیفہ بلافصل نہیں جانتے اور انکے کسی امر میں تمسک نہیں کرتے اور انسے منحرف اور
سفینہ اہلبیت سے مختلف ہیں وہ بلاشک بموجب حدیث متفق علیہ مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح
من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق فوقد ہالکین و زمرۂ ضالین میں داخل ہیں یعنی جناب
رسولؐ مقبول فرماتے ہیں کہ مثل میرے اہل بیتؑ کے مثل کشتی نوحؑ کی ہے کہ جو اسمیں سوار
ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پھرا وہ غرق اور ہلاک ہوا پس اگر کوئی صاحب
یہ فرمائیں کہ معنے ولی اور مولا کے دوست کے ہیں نہ اولی بتصرف کے ہیں تو کہنا انکا
دلیل ہوگی عدم علمیت کی اسواسطے کہ جیسے معنی ان لفظوں کے دوست کے ہیں ویسے
ہی اولی بتصرف کے بھی ہیں کہ جو عبارت ہے امامت اور خلافت سے جیسا کہ ابو عبیدہ

نے کہ جسکے کلام کو کتب لغت میں سند لاتے ہیں اور صاحب صحاح وغیرہ اس سے روایت کرتے ہیں اپنی کتاب میں کہ مشہور ہے ساتھہ نام مجازکے بیچ تفسیر آیہ ماواکم النار ہے مولاکم کے مولاکی تفسیر ساتھہ لفظ اولی کے کی ہے اور شعر لبید اخطل سے کہ یہ دونوں شاعر مسلم الثبوت ہیں سند لایا ہے۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ کے ہے اور ایسے ہی ابن قتیبہ کہ علمائے معتبرین سے ہے اس آیہ میں مولیٰ کے معنی اولیٰ کے لئے ہیں اور قرآ نحوی نے کتاب معانی القرآن میں اس آیہ کی تفسیر میں مولیٰ کے معنی اولیٰ کے لکھے ہیں اور ایسے ہی صاحب صحاح نے مولیٰ کے معنی اولیٰ کے کہے ہیں۔ غرض سب علماء اور شعرا اور فصحائے عرب نے مولا کے معنی اولیٰ کیلئے ہیں۔ سبحان اللہ خدائے تعالیٰ نے وہ دو لفظ یعنی مولا اور ولی ارشاد فرمائے کہ جو جامع ہیں جمیع معانی امامت شرائط خلافت کو یعنی جناب علیؑ مثل خدا و رسولؐ حاکم و مالک اور متصرف اور مددگار اور دوستدار امت ہیں پس تخصیص محب و ناصر کے خالی عداوت سے نہیں ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ انحصار محب و ناصر کا فقط جناب امیر میں ہی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جتنے مومنین ہیں سب بموجب آیہ والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض کے ایکدوسرے کے محب اور ناصر ہیں پھر دوبارہ تخصیص اسکی اس شد و مد کیساتھہ جیسا کہ اوپر گذرا عبث ہوتی ہے اور فعل عبث سے ذات خدا و رسولؐ پاک و مبرا ہے اور یہ امر ظاہر ہے بلکہ ضروری ہے کہ کلام و خطاب موافق مقتضائے حال کے ہونا چاہیئے۔ پس آیہ یا ایہا الرسول الخ کہ تہدید اوپر عدم تبلیغ کے نازل ہوئی واجب ہے کہ وہ امر بہت بڑا اور سترگ قابل ایسے اہتمام کے ہو کہ عدم تبلیغ اسکے بمنزلہ عدم تبلیغ رسالت کے ہو نہ امر سہل خفیف مثل ناصر و محب اور اسمیں شک نہیں کہ خدا و رسولؐ کو بسبب قرب وفات جناب ختمی مآب اظہار اس امر اہم یعنی ولایت و خلافت جناب علیؑ کا منظور تھا نہ اظہار دوستی محض کا تا اہل انکار کو عند اللہ و رسولؐ کوئی عذر باقی نہ رہے اور قرینہ اسپر مبارکباد دینا حضرت عمر کا ہے اسواسطے کہ جناب فاروق نے لفظ اصبحت فرمایا کہ جو دلالت

کرتا ہے حدوث و تجدد پر پس اگر مولا کے معنی محب و ناصر کے ہوں تو لازم آتا ہے کہ جناب امیر پہلے اس سے محب و ناصر نہوں اس شخص کے کہ جنکے محب و ناصر رسول مقبول تھے اور یہ بعید از عقل و نقل ہے اسواسطے کہ وہ جناب ہمیشہ محب و ناصر مومنین کے رہے ہیں اور ایسے ہی اکثر علماء اس فرقے کے اقوال سے بھی تکذیب انکی اس قول بیجا یعنی تخصیص محب و ناصر کی ثابت ہوتی ہے اور یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ مراد رسول مقبول کی مولیٰ سے اولیٰ ہے اور اس عبارت سے نص کرنا اوپر امامت جناب امیر مومنان کی منظور تھا جیسا کہ غزالی نے سر العالمین کے مقالہ چہارم میں جو در باب خلافت کے لکھا ہے یہ عبارت بیان کی ہے کہ اسفرت الحجۃ وجہہا واجتمعت الجماہیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق الجمع وہو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ۔ یعنی روشن ہوئی وجہ حجت کی اور اجماع کیا جمہور نے حدیث غدیر خم پر درحالیکہ فرماتے تھے رسول خدا کہ جسکا میں مولا ہوں اس کا علیؑ بھی مولا ہے پس کہا حضرت عمر نے مبارک ہو تجھکو اے ابو الحسن کہ ہم سب کا تو مولا ہوا پھر بعد اسکے امام غزالی نے یہ عبارت لکھی کہ وہذا تسلیم و رضا و تحکیم ثم بعد ہذا غلب الہوا بحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود بنود خفقان الہوا فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول و فتح الامصار سقاہم کاس الہوا فحملہم الی الخلافۃ فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورہم فاشتروا بہ ثمناً قلیلا فبئس ما یشترون حاصل اسکا یہ ہے کہ مبارکباد دینا عمر کا جناب امیر کو ہے تسلیم اور رضا ساتھہ ولایت علی مرتضیٰ کے اور متابعت حکم رسول خدا کے پس بعد اس تسلیم و رضا اور انقیاد کے غالب ہوئی اُنپر خواہش نفس واسطے دوست رکھنے ریاست اور بزرگی کے یعنی غالب ہوئی اُن پر حرص ریاست اور خواہش خلافت اور اٹھانے ستون خلافت اور پرچموں نیزوں کے اور لپٹنے اور مضطرب و پیچیدہ ہونے ہوا کے یعنی پرچموں کے لہرانے اور نیزوں کے جھکنے

اور میانونکے کھڑکنے اور گھوڑونکے ملکر چلنے اور لینے شہرونکے پلائی ان خواہشون نے انکو
جام شراب ہوس کی برانگیختہ کیا انکو اس ہوس نے طرف خلافت کے اور پھر گئے پچھلی حالت پر
اور پس پشت ڈالا عہد غدیر کو اور خریدی اسکے عوض ایک چیز کم قیمت ۔ پس حقیقت میں
بُری چیز خریدی ۔ اور بھی اخطب خوارزم نے اپنے مناقب میں حدیث نقل کی ہے کہ فرمایا
رسولخدا نے کہ شب معراج جب میں قریب سدرۃ المنتہی کے پہنچا تو جانب رب ارباب سے یہ خطاب
آیا کہ اے محمدؐ تو نے میری مخلوقات کا امتحان کیا اور آزمایا کسکو فرمانبردار تر پایا مینے عرض
کی کہ علیؑ کو خداوند عالم نے فرمایا کہ سچ کہا تو نے اے حبیب ہمارے پھر تو نے کسکو اپنا خلیفہ اور جانشین
مقرر کیا کہ وہ احکام دین تیری امت کو پہنچائے اور کتاب سے وہ چیز کہ جسکو وہ نہین جانتے
بتائے مینے کہا کہ خداوندا تو ہی اختیار کر کہ تیرا اختیار کیا ہوا میرا اختیار کیا ہوا ہے فرمایا کہ
مینے علیؑ کو اختیار کیا پس تو اپنا خلیفہ اور وصی کر مینے دیا ہے اسکو علم اور حلم اپنا وہ ہے سردار
مومنون کا بہ تحقیق کہ نہ پہنچا ہے کوئی اس رتبہ کو پہلے اسکے اور نہ پہنچیگا اس درجہ کو بعد اسکے
اے محمدؐ علیؑ علم ہدایت ہے اور مقتدا ہے انکا جو میرے فرمانبردار ہیں جس نے اسے دوست
رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُسے دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا اور اے محمدؐ
اگر نہوتا علیؑ تو نہ پہچانے جاتے دوست میرے نہ دوست میرے رسولونکے اور بھی اخطب خوارزم نے
عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب خداتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور روح
کو انکے بدن میں ڈالا تو ناگاہ انکو چھینک آئی ۔ حضرت آدمؑ نے حمد خدا کی اسوقت خداوند عالم نے
وحی کی حضرت آدمؑ کیطرف کہ اے آدمؑ تو نے حمد کی میری قسم ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی
کہ اگر مجھے منظور نہ ہوتا پیدا کرنا ان اپنے دو بندونکا کہ جنکا پیدا کرنا چاہتا ہوں تو ہر آئینہ نہ
پیدا کرتا تجھکو حضرت آدمؑ نے التجا کی کہ اے بارخدایا کر تو ان دونونکو میری نسل سے ارشاد
ہوا کہ اے آدمؑ میں انکو تیری ہی نسل سے پیدا کرونگا ۔ اب تو سر اوپر اٹھا کر دیکھ جب حضرت
آدمؑ نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو عرش پر لکھا ہوا پایا کہ لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ

اللہ اکبر کسقدر جناب امیرؑ کے فضایل و محامد ہیں کہ سوائے ہمارے رسولؐ مقبول کے کہ وہ تو جناب امیرؑ سے افضل ہیں اور کوئی مخلوقات خدا سے نبیؐ یا وصی یا غیر انکے ان فضائل میں انکے شریک نہیں جناب سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ پس وائے اس فرقہ ہالکہ پر کہ جو اس جناب کا دشمن ہو اور انکی متابعت نہ کرے اور ان کی متبعیت سے باہر ہو اور دیکھو کہ یہ سب روایات فضائل جناب امیرؑ اہل تسنن کی کتابوں سے ہیں یہ گمان کوئی نہ کرے کہ شیعوں نے مثل اور فرق کے کہ اپنے پیر دں اور پیشوا ؤنکی تعریف میں صدہا حدیثیں بنائی ہیں اس جناب کے فضایل اور محامد آپ ہی بنا لئے ہیں الحاصل یہ ثابت ہوا کہ سوائے فرقہ تشیع کے اور کوئی فرقہ ثقل اصغر یعنی اہل بیت سے تمسک نہیں کرتا اب رہا ثقل اکبر یعنی قرآن۔ پس یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی فرقہ سوائے فرقہ تشیع کے اس سے بھی متمسک نہیں ہوتا۔ ثبوت اس دعویٰ کا اس طرح پر ہے کہ معتقدات اہل اسلام سے ہے کہ عترت طاہرہ محبوب سبحانی حاملان وحی ربانی اور واقفان رموز قرآنی بمنطوق حدیث ثقلین ہیں۔ پس تارکین تمسک باہلبیت بلاشک تارکین تمسک بقرآن ہیں اسواسطے ظاہر ہے کہ تمسک سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے معانی اور رموز اور اسرار سمجھکر اسکے احکامات پر عمل کرے نہ یہ کہ فقط قرآن کے لفظونکو یاد کرلے اور سمجھنا اس کے معانی کا موقوف ہے سمجھا نیوالے پر اور وہ نہیں ہیں مگر اہل بیت نبیؐ کہ سوائے اُن کے اور کوئی قرآن کے معانی حقیقیہ اور رموزات اور اسرار واقعیہ کو نہیں جانتا جیسا کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں ہوں قرآن ناطق اور یہ ہے قرآن صامت شاہ ولی اللہ والد شاہ عبدالعزیز نے یہ حدیث ازالۃ الخفا میں لکھی ہے کہ حضرت علیؑ نے آخر معرکہ صفین میں فرمایا کہ ہذا قرآن صامت وانا قرآن ناطق اور چونکہ عینیت حقیقیہ اس مقام میں غیر ممکن ہے پس معنی خبر کے سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ میں حامل ہوں قرآن مجید کا اور مثل قرآن کے واجب الاتباع ہوں حکم میرا بعینہ حکم قرآن کا ہے اور جو کچھ کہ قرآن میں ہے

وہ میرے سینہ میں ہے اور جو میرے سینہ میں ہے۔ وہ قرآن میں ہے۔ پس جبکہ اہل بیت سے تمسک چھوڑا اور انسے پھر گئے اور انکی متابعت نہ کی تو پھر معانی قرآن کے کس سے سمجھیں گے اور جبکہ اسکے معانی نہ سمجھے تو عمل اسپر کیونکر کرینگے فاین التمسک بالقرآن اور یہی باعث ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب عورات پر وہ تشنیعیں لانے الزام پاتے تھے اور لوگوں کا بھی اعتراض اٹھاتے تھے جیسا کہ باتفاق فریقین ایک ن دیوانہ اور زن آبستن کے رجم کا کہ جس نے خلیفہ صاحب کے روبرو زنا کا اقرار کیا تھا حکم دیا جناب علیؑ نے فاروق صاحب کو منع کیا اور فرمایا کہ دیوانہ اور طفل پر حد جاری نہیں اور زن آبستن کا اگرچہ خود مستحق رجم کی ہے لیکن اس کے طفل نے کیا قصور کیا ہے پس حضرت عمر نے کہا لولا علی لہلک عمر یعنے اگر نہ ہوتے علیؑ تو ہلاک ہوتا عمر اور بھی ایکدفعہ حکم دیا رجم کرنے اس عورت کا جو کہ چھ مہینے کا لڑکا جنی تھی بتوہم اسکے کہ فرزند چھ مہینے کا نہیں ہوتا پس ضرور اس نے پیش از شوہر زنا کیا جناب علیؑ نے خلیفہ صاحب کو اعلام کیا اور کہا کہ قرآن سے چھ مہینے کا لڑکا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ خدائیتعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی مائیں دوسال تمام اپنی اولاد کو دودھ پلاتی ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا یعنی حمل انکا اور دودھ چھڑانا انکا تیس مہینے ہیں پس دو سال تمام اور چار مہینے مقابلہ دودھ دینے کے ہوتے ہیں اور چھ مہینے واسطے حمل کے حضرت عمر یہ سنکر کمال منفعل ہوئے اور اپنے حکم سے پھر گئے اور ایسے ہی ایکبار حکم دیا کہ جو عورت اپنی دختر کا مہر زیادہ لیگی اسکو داخل بیت المال کرونگا۔ ایک عورت گوشہ مسجد سے اٹھی اور یہ آیہ پڑھا ان اتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اور کہا کہ اے خلیفہ صاحب تم منع کرتے ہو ہمکو اس چیز سے کہ جسکو خدائیتعالیٰ نے ہمارے واسطے قرآنمیں حلال کیا ہے یہ سنکر خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ہر آدمی فقیہ زیادہ ہے عمر سے تا اینکہ عورتیں کہ جو حجلونمیں بسر کرتی ہیں اور روایت ابن ابی الحدید میں ہے کہ حضرت عمر نے

کہا کہ تعجب کرو اس امام سے کہ جو خطا کرے اور اس عورت سے جو صواب کہے اور بھی جمع بین الصحیحین میں بیچ مسند عمار بن یاسر کے روایت کی ہے کہ ایک مرد خلیفہ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ جب میں جنب ہوں اور پانی نہ پاؤں تو کیا کروں کہا کہ نماز پڑھ لے اسوقت عمار نے خلیفہ صاحب کو انکی خطا پر آگاہ کیا اور کہا کہ تیمم چاہیے کرنا غرض اسی طرح سے انکی بہت سی حکایتیں ہیں کہ جن سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت فاروق کو قرآن یاد نہ تھا اور معین اسکے روایت امام مالک کی ہے ابن عمر سے کہ عمر ابن الخطاب نے بارہ برس میں سورۂ بقر یاد کیا تھا اور اسکے شکر میں ایک شتر نحر کیا پس ان سب روایات سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کو علم قرآن حاصل تھا چونکہ یہ رسالہ گنجائش سب کے حال لکھنے کی نہیں رکھتا اسواسطے اسقدر پر اکتفا کیا گئی اصل باعث ان سب خطاؤ ذلات کا انکے تخلف کرنا اہلبیت سے تھا جیسا کہ ظاہر ہے دلیل دوسری انکی عدم تمسک کی قرآن اور اہلبیت سے یہ ہے کہ کنز العمال کی کتاب فتن کی فصل ثانی میں اور دیلمی نے کتاب فردوس الاخبار اور اسکے منتخب میں بیچ باب ثا کے جابر بن عبد اللہ سے نقل کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ روز قیامت پیش پروردگار تین چیزیں شکایت کرینگی ایک مصحف کہ وہ کہیگا کہ اے پروردگار مجھے ان لوگوں نے جلایا اور ٹکڑے ٹکڑے اڑایا اور دوسرے عترت نبی کو کہ وہ استغاثہ کرینگی کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں قتل کیا ہمسے بیزار رہے اور بھاگتے رہے اور ہمیں معطل و بیکار کر کے گھر و ہمیں بٹھلا دیا اور تیسری مسجد کہ وہ فریاد کریگی کہ اے خداوند عالم مجھے خراب کیا معطل کیا اور ضایع و برباد کیا پس اس سے عدم تمسک اس فرقہ کا قرآن کیساتھ بھی شامل ہوا اسواسطے کہ احراق قرآن خلیفہ ثالث صاحب کے ہاتھ سے ہوا جیسا کہ طرفین کی کتابوں سے ثابت ہے اور تمسک کرنا فرقہ تشیع کا ثقلین کیساتھ قطع نظر ادلہ سابقہ کے ایک بڑی دلیل ہے کہ خود علمائے اہل تسنن اپنی صحائف و مجلدات میں لکھ گئے ہیں اور تصریح کر گئے ہیں کہ فرقہ تشیع کا مذہب اہلبیت کا مذہب ہے نہ فرقہ اہل تسنن کا اور شیعہ لوگ اپنے مسائل دینیہ میں متابعت اہلبیت کی کرتے ہیں دیکھو آمدی کہ ایک علمائے

معتبرین و معتمدین سے ہے اپنی شرح میں اس نے لکھا ہے کہ بیع امہات ولد کی جناب علیؑ کے نزدیک جائز ہے اور سب شیعوں کا عمل اور مذہب اسی پر ہے اور ملا سعد الدین نے شرح اصول عضد میں لکھا ہے کہ مذہب علیؑ کا جواز بیع امہات ہے اور شیعہ اس حضرت سے اس جواز کو نقل کرتے ہیں اور یہی مذہب انکا ہے اور یہ لوگ اس جناب کے مذہب کو بہتر جانتے ہیں انتہیٰ اور ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغة میں لکھا ہے کہ ہم شک نہیں کرتے کہ حضرت علیؑ گئے ہیں احکام شرعیہ اور قضایائے واقعیہ میں طرف ایسی چیزوں کی کہ مخالف ہیں انمیں اقوال صحابہ کے مثل قطع کرنے ہاتھ چور کے رؤس اصابع سے اور بیع امہات اولاد وغیرہ کے انتہیٰ اور بھی عبد الحق دہلوی راس المحدثین نے شرح مشکوٰۃ میں بعد بیان کرنے روایت ایک رجل کے کہ جسنے عقد کیا اور بے دخول کئے مر گیا لکھا ہے کہ مذہب علیؑ کا اور انکے اصحاب اور شیعوں کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ مہر اس عورت کا نہیں ہے بسبب عدم دخول کے مگر میراث اسکے واسطے ہے اور ابن مسعود کے نزدیک خلاف اسکے ہے اور مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے۔ پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ مذہب شیعوں کا مذہب اہل بیت کا ہے۔ اور مذہب اہل تسنن کا مذہب انکے غیر کا ہے۔ پس شیعہ متمسک ہیں قرآن اور اہل بیت نبی الانس و جان سے اور اہل تسنن مخالف ہیں ان دونوں سے پس مذہب اہلبیت علیہم السلام کا واجب القبول و مقبول ہے اور غیر اس مذہب کے اور سب مذہب باطل والحق احق بالاتباع اب اسجگہ ترجمہ رسالہ یوحنا بن اسرائیل کا مناسب مقام دیکھکر فقط اسواسطے نقل کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دین محمدی اختیار کرنا چاہے اور دین و ملت سے اس دین میں آنا منظور کرے تو اس طرح تحقیق کرے جیسا کہ یوحنا نے تحقیق کرکے مذہب حق کو اختیار کیا اور وہ یہ ہے کہ یوحنا

لکھتا ہے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے ایسا کہتا ہے یوحنا بن اسرائیل کہ جب ایزد تعالیٰ نے مجھے ہنر دینیہ اور مطالب یقینیہ سے حصہ بخشا اور دروازہ خزانوں کا عقلیہ اور نقلیہ میری خاطر پر کھولا تو میں ہمیشہ بمقتضائے المومن فی دینہ قیاس کے تجسس مذہب حق کا کرتا تھا

تا اینکہ دیکھا ہے کہ ایک عالم اور اکثر بنی آدم مذاہب وادیان میں حیران سرگردان ہیں بعض صابیہ ہیں کہ دین شیث پیغمبر کا رکھتے ہیں بعض مجوسیہ ہیں کہ دین زردشت پر ہیں بعض جہود ہیں کہ ملت موسیٰ پر ہیں بعض نصرانی ہیں کہ مذہب عیسوی پر چلتے ہیں بعض مسلمان ہیں کہ دین محمدی رکھتے ہیں بعض بتونکو پوجتے ہیں بعض ستارہ پرستی کرتے ہیں بعض آفتاب کی پرستش کرتے ہیں بعض آگ کو خدا جانتے ہیں اور اسکی پرستش کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے بعض اسکی حدوث کے قائل ہیں بعض کہتے ہیں کہ طبایع فاعل ہیں اور ہر ایک ان طوائف سے اسقدر باہمدگر اختلاف رکھتا ہے کہ حدو عدد سے باہر ہے مین بیچارہ یہ دیکھکر عاجز ہوا اور جدوجہد کی اور کتب سماویہ او فلسفیہ کو پڑھا اور بہت سا انکا مطالعہ کیا آخر ان سب کے دیکھنے سے یہ امر تحقیق ہوا کہ دین محمدی سب دینوں میں حق ہے اور سب باطل ہیں۔ پس مین نے اس حضرت کا قبول کیا اور جب مسلمان ہوا اور چاہا کہ اعتقادات اور عبادات اہل اسلام کی جانوں تو سب مسلمانوں کی کتابونکو جمع کیا اور انکا مطالعہ کیا اسقدر اختلاف دین محمدی مین دیکھا کہ اختلافات سابقہ سے بھی زیادہ تر اور مشکل تر معلوم ہوا اسواسطے کہ بعض کہتے ہیں کہ صفات الٰہی عین ذات الوہیت کی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اسکی ذات پر زائد ہیں بعض کہتے ہیں کہ نہ عین ذات ہیں نہ زائد بر ذات بعض کہتے ہیں کہ نیک و بد سب خدا سے ہے بعض کہتے ہیں کہ سب بندونسے ہے بعض کہتے ہیں کہ خدا تکلیف مالایطاق کرتا ہے یعنے اس شے کی تکلیف دیتا ہے جو طاقت بشر سے باہر ہے بعض کہتے ہیں کہ تکلیف مالایطاق نہیں کرتا اسواسطے کہ وہ محال ہے اور محال وہ نہیں کرتا بعض کہتے ہیں کہ خدا نے کفر کافر میں اور فسق فاسق میں پیدا کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ کفر اور فسق سب اختیار بندہ سے ہے بعض کہتے ہیں کہ گمراہی اور ضلالت کہ عالم میں واقع ہے سب خدا سے ہے بعض خدا کو اس سے منزہ جانتے ہیں بعض کفر اور فسق اور دروغ کو پیغمبروں پر جائز رکھتے ہیں اور اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور نام اسکا تخطیۃ الانبیاء رکھا ہے اور بعض انبیاء کو معصوم جانتے ہیں اور اس باب میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور نام اسکا تنزیہ الانبیا لکھا ہے بعض خلیفہ بعد رسول اللہ ابوبکر کو جانتے

ہیں اور بعض عباس کو اور بعض حضرت علیؑ کو بعض ابو بکر کو اور اسکے اخلاف کو گمراہ جانتے ہیں بعض علیؑ کو منبروں پر ناسزا اور بُرا کہتے ہین بعض مسلمانوں نے سے وضو میں پاؤں کو دھوتے ہیں بعض مسح کرتے ہین بعض فاتحہ مین بسم اللہ پڑہتے ہین اور بعض نہیں پڑہتے بعض نماز میں ہاتھ باندھتے ہین بعض کھولتے ہیں اور ہر ایک ان اہل مذاہب سے اتنا اختلاف رکھتے ہیں کہ حد سے باہر ہے پس جب مینے اس اختلاف کو دیکھا تو سر تحیر کا گریبان تفکر میں ڈالا اور نزدیک تھا کہ مسلمانی سے پشیمان ہوں پھر مینے خیال کیا کہ شاید مین ہی نہ سمجھا ہوں اور میری دانست میں آیا ہو ان مشکلات کو علمائے زمان سے پوچھوں تا وہ حل کریں پس ارادہ بغداد کا کیا کہ دار العلم تھا جب مستنصریہ میں عمدہ مدرسہ تھا پہنچا تو دیکھا کہ چاروں مذہب کے علما حاضر ہیں میں انکے مجلس درس میں آنکر بیٹھا اور کہا کہ اے مسلمانو میں ایک مرد نا مسلمان تھا اور اب مسلمان ہوا ہوں چاہتا ہوں کہ وضو کروں اور نماز پڑھوں مگر نہین جانتا کہ کیونکر کروں تم قربۃً الی اللہ مجھے ارشاد کرو کہ یوں کرو پس امام ابی حنیفہ نے مجھے اپنے طریقہ پر وضو و نماز بتلائی مینے مُنہ طرف علما شافعیہ کے کیا اور کہا کہ تم بھی مجھے اس طرح کے وضو اور نماز کی اجازت دیتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں تجھے اس طرح پر کہتے ہیں اور دوسری طرح کا وضو و نماز سکھائی کہ جو انکے طریقہ پر راست اور درست تھی پھر مینے رُخ کیا طرف علما مالکی المذہب کے اور انسے پوچھا کہ آیا تم بھی اسی طریقہ پر رخصت دیتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم اسکی رخصت نہین دیتے بلکہ اسطرح چاہیے کرنا اور انہوں نے اپنے طریقہ کی نماز اور وضو بتلایا اسی طرح حنبلیوں نے کہا پس جب مینے یہ حال علما کا دیکھا کہ ایک دوسرے کے طریقہ کو جائز نہیں رکھتا اور باطل کرتا ہے تو اپنی نجات سے نا اُمید ہوا اور بغایت حیرانی اور پریشانی دست و گریبان ہوئی چاروں مذہب کے علما کیطرف مُنہ کیا اور کہا میں تم سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ تم یہ بیان کرو کہ رسولخدا کسطرح وضو کرتے تھے اور کسطرح نماز پڑہتے تھے پس ہر ایک نے چاروں اماموں سے کہا کہ جسطرح ہم کرتے ہیں اسی طرح رسولخدا بھی کرتے تھے مینے انسے کہا کہ اے عزیز و عقل سے بہت دور ہے کہ پیغمبر خدا نے چار مذہب عمل کیا ہو چونکہ شافعی بسم اللہ کو فاتحہ سے

پہلے واجب جانتا ہے اور مالک مکروہ تو لازم آیا کہ رسولخدا نے نقیضین پر عمل کیا ہو اور یہ محال ہے بلکہ حق سب میں ایک ہوگا اور اور باطل قولہ تعالیٰ فماذا بعد الحق الا الضلال پس تم سے توقع یہ ہے کہ مجھے ایسے مذہب کیطرف ہدایت کرو کہ وہ مذہب رسولخدا کا ہو۔ حنفی المذہب نے کہا کہ اے یوحنا اگر تو اس مذہب کو چاہتا ہے کہ جو اوپر قرآن اور حدیث نبی الانس و جان کے راست اور درست ہو تو وہ مذہب ابوحنیفہ کا ہے کہ سب سے حق ہے میں نے کہا کہ میں ایسا ہی جانتا تھا لیکن جب مینے کتب حنیفہ کو دیکھا اور انکا مطالعہ کیا تو انمیں چند امور ایسے دیکھے کہ وہ عقل اور نقل سے باہر ہیں انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسے ہیں کہا کہ اول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بول نمانعدکر کے اور اپنے تئیں نہ دہووے اور وضو کر کر نماز پڑھ لے تو وضو اور نماز اسکی درست ہے دوسرے یہ کہ ابوحنیفہ کے نزدیک پوست سگ مردہ باغت کیا ہوا پاک ہے اور اسکو نماز میں پہن سکتا ہے حالانکہ یہ مخالف ہے نص کلام اللہ کے اور نماز جیز نجس میں نقص ہے تیسرے یہ کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر چور گیہوں چراوے اور ہسکو پسوا کر آٹا کرے تو مالک گندم کا چور سے لادعویٰ ہو جائیگا اور اگر صاحب گندم کا اس آٹے کو چور سے مانگے گا تو دعویٰ اسکا جھوٹا ہوگا یعنی اسکو مطالبہ چور سے آٹے کا صحیح نہ ہوگا اور اگر اس آٹے کو چور نہ دے اور صاحب گندم چور سے لڑے تو وہ صاحب گندم ظالم ہوگا اور خون صاحب گندم کا چور کو مباح ہوگا اور اگر چور مارا جائیگا تو خداوند گندم کو اسکے خون میں پکڑینگے حالانکہ یہ بھی مخالف ہے کتاب خدا کے کہ ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل چوتھے یہ کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر دو شخصوں کے دو ہزار روپے چور چرا لے اور پھر ان کو ملا دے تو سب روپیہ ملک چور کے ہو جائینگے پانچویں یہ کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص لواطہ کرے تو اس پر حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر کرینگے حالانکہ رسولخدا کی حدیث ہے کہ من عمل عمل قوم لوط فاقتل الفاعل و المفعول چھٹے یہ کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر مسلمان جہودی کو قتل کرے مسلمان کو اسکے خون میں قتل کرینگے حالانکہ یہ خلاف قرآن کے ہے ولن یجعل اللہ الکافرین علی المومنین سبیلا ساتویں یہ کہ ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر آزاد غلام کو

قتل کرے تو اسکے عوض آزاد کو ماینگے اور یہ بھی خلاف نص ہے کہ الحر بالحر والعبد بالعبد اور بھی ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص ماں سے یا بہن سے نکاح کرے اور جان کر ماں سے جماع کرے تو حد اُسپر نہوگی اسواسطے کہ یہ عقد شبہ ہے اور یہ بھی خلاف نص ہے کہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ اور بھی ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر مثلاً زید پر چار گواہ زنا کے گواہی دیں ۔ اگر زید ان گواہوں کی تصدیق کرے تو حد اس پر سے ساقط ہوجائیگی اور اگر انکی تکذیب کرے تو حد اُسپر لازم ہوجائیگی اور بھی ابوحنیفہ کہتا ہے کہ جائز ہے کہ قاضی فاسق ہو اور اگر وہ خطا کرے اور حکم خلاف حکم خدا اور رسول کے دے تو حکم اسکا باطل نہوگا اور بھی ابوحنیفہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ فلاں عورت جورو میری ہے اور فلانے کی جورو نہیں ہے اور دو گواہ جھوٹے قاضی کے پاس لاوے قاضی بحسب ظاہر حکم کردے گا اس ہی کی جورو ہونیکا اور یہ عورت بگواہی دروغ اس شخص مدعی پر حلال ہوجائیگی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور اس شوہر اول پر کہ جسکے گھر میں تھی حرام ہوجائیگی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور ایسے ہی اگر کوئی عورت دعویٰ کرے کہ شوہر نے اسکو طلاق دی اور گواہ لاوے قاضی بحسب ظاہر حکم کریگا کہ بتحقیق شوہر نے اسکو طلاق دی پس وہ عورت شوہر پر حرام ہوجائیگی اور سب پر حلال اور گواہوں پر بھی حلال ہوجائیگی اگرچہ عمداً گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہو اور یہ مخالف عقل اور نقل کے ہے یوحنا کہتا ہے کہ جب مینے یہ باتیں کہیں تو دانشمندان جاہل مجھ سے بدبر ہوئے اور کہا کہ یہ باتیں اور اعتراض اہل بدعت کی ہیں اور امام ابوحنیفہ مجتہد تھا اگر مجتہد خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہوتا ہے اور اگر ثواب کرے تو دو اجر ہوتے ہیں یوحنا نے کہا کہ اگر رافضی لوگ کہیں کہ ہمنے اجتہاد کیا جنگ میں تین بار پس اگر خطا کی ہمنے تو ایک اجر ہوگا والا دو اجر تو پس جواب انکا کیا ہوگا جب یہ باتیں درمیان میں آئیں تو اطراف اور جوانب سے آوازیں بلند ہوئیں اور ایک عالم نے علمائے شافعیہ میں سے مجلس میں کہا کہ اے یوحنا اگر چاہتا ہے مذہب حق کو جو موافق کلام خدا اور حدیث رسول

مجتہدی کے ہو تو مذہب شافعی کا اختیار کر جب حنفی مذہب نے یہ بات سنی تو تحمل نہ کرسکا اور کہا کہ شافعی مذہب امام تیرا کیا تحقیق رکھتا تھا اول یہ کہ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اس سے دختر پیدا ہو تو وہ شخص اس دختر سے عقد کرسکتا ہے اور وطی اسکی اس پر حلال ہوگی بلکہ اپنی بہنوں سے بھی کہ جو زنا سے پیدا ہوئی ہوں اگرچہ وہ بہنیں پدر مادری ہوں یعنی ایک ماں باپ سے عقد اور وطی کرسکتا ہے لے شافعی تجھے شرم نہیں آتی کہ تو ایسے مذہب کو کہ مانند مذہب گبر کے ہو اس کو مذہب امام ابو حنیفہ سے بہتر کہتا ہے پس شافعی نے کہا کہ اے حنفی المذہب تجھے شرم چاہیے کہ تیرا ابو حنیفہ دو مسئلے کہتا ہے کہ وہ دونوں عقل و نقل سے دور ہیں اور کسی مذہب و ملت پر راست و درست نہیں آتے ایک انمیں سے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دختر باکرہ اپنی کو ہندوستان میں کسی شخص کو دے اور وہ دختر روم میں ہو اور جب وہ شخص ہندوستان سے روم میں آوے اور گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ وہ عورت کہ جسکو باکرہ عقد میں لایا تھا چند فرزند آگے اور ایک شکم میں رکھتی ہے اور وہ بیچارہ کہے کہ میں نے تو ہند میں اس عورت سے حالت بجز میں اسکے عقد کیا تھا اور کبھی اس کو نہ دیکھا تھا اور ہاتھ اسکو نہ لگایا تھا تو ابو حنیفہ کہتا ہے کہ یہ فرزند اسی شخص کے ہو سکتے ہیں شاید کہ فرشتگان نقال نے وقت اختلام آب منی کو اسکی لاکر اس عورت کے رحم میں رکھ دیا ہو اور اس نطفہ سے یہ فرزند وجود میں آئے ہوں اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غائب ہو جائے اور اسکے غیبوبیت کو مدت گزر جائے اور اسکی جورو سے کہیں کہ شوہر تیرا مر گیا اور وہ عدہ وفات کا رکھے اور بعد عدہ کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس مرد ثانی سے کئی بچے پیدا ہوں اور من بعد یہ دوسرا شوہر غائب ہو جائے اور شوہر اول پیدا ہو تو یہ سب فرزند شوہر اول کے ہونگے اور اسکی میراث لینگے اور یہ انکی میراث لیگا اور اس شوہر دویم کو کہ باپ ان فرزندوں کا ہے اپنے ان فرزندوں میں کچھ حق نہ ہوگا یوحنا کہتا ہے کہ جب شافعی نے یہ بات کہی تو دونوں آپس میں لڑنے لگے اور کار بجدال منتہی ہوا میں نے کہا کہ اے عزیزو میں واللہ دونوں مذہبوں سے بیزار ہوا اور کسی کو

ان دونوں میں سے اختیار نہیں کرتا پس تم آپس میں جنگ و جدال نہ کرو پس مالکی المذہب نے میری
طرف توجہ کی اور کہا کہ اے یوحنا ابوحنیفہ اور شافعی جو کہتے ہیں قیاس سے کہتے ہیں امام مالک نے
اپنا مذہب نص اور روایت سے ثابت کیا ہے پس اگر تو اس مذہب کو اختیار کریگا تو حق کو اختیار
کریگا اور جب مالکی نے یہ بات کہی تو حنفی معارض اسکا ہوا اور کہا کہ اگرچہ مالک قیاس
اور اجتہاد نہیں کرتا مگر اسکے مذہب میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جو مخالف ہیں قرآن
اور احادیث خیر الانام کے جیسا کہ سگ بچہ کے کھانیکو اور وطی حرام کو وہ حلال جانتا ہے اعوذ باللہ
کو نماز میں منع کرتا ہے بسم اللہ کو فاتحہ میں مکروہ جانتا ہے تشہد آخر و نماز میں اور صلوٰۃ کو
تسبیح میں واجب نہیں جانتا اور یہ سب مخالف کتاب خدا اور سنت رسول اللہ کے ہے
مالکی المذہب نے جو یہ سنا تو غصہ ہوا اور کہا کہ اگرچہ یہ مالک کے نزدیک ہے مگر ابوحنیفہ ان سے
غریب تر اور عجیب تر کہتا ہے کہ غسل جنابت اور وضو بغیر نیت کے کرلے اور آدمی کو پیشانی پر
رکھے وقت سجدہ کے سورہ فاتحہ کو فارسی میں پڑھ لے بعد فاتحہ کے آمین کہے اور بقدر سانس
لینے کے سر سجدہ سے اٹھائے پہلے سلام کے اگر گوز عمداً آئے تو نماز درست ہے اور جو خطا سے
باد دے تو نماز باطل ہے پس جو شخص خدا کی سطح پر پرستش کرے اسکو کچھ تحقیق نہیں پس
مابین حنفی اور مالکی کے نزاع ہونے لگے کہ حاضرین مجلس دونوں مذہبوں سے بیزار ہوگئے پھر حنبلی میری
طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے یوحنا تو ملول اور غمگین نہ ہو کہ میں تجھے ایسے مذہب کیطرف دلالت
کرتا ہوں کہ نہایت پاکی اور بغایت پاکیزگی میں ہو اور وہ مذہب احمد حنبل کا ہے مالکی المذہب نے
جو یہ سنا تو رو ترش ہوا اور کہا کہ اے حنبلی امام تیرا شاگرد ہے امام شافعی کا اور امام شافعی شاگرد
ہے امام مالک کا جو تجھے نہیں پہنچتا کہ تو مذہب احمد حنبل کو ہمارے مذہب پر غالب جانے باوجود
اسکے کہ تیرے امام نے کئی جگہ خطا کی ہیں ایک کہ وہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ جسم ہے اور عرش پر
بیٹھتا ہے اور عرش سے چار انگشت بلند ہے اور ہر شب آدینہ بالاہائے مساجد پر بشکل امرد نعلین
مروارید پہنے ہوئے گدھے پر سوار اترتا ہے اور اس شب کو آخر خدا کے گدھے کیواسطے مسجد کے

کوٹھوں پر جمع کرتے ہیں اور اسمیں حج ڈالدیتے ہیں تا گدھا خدا کا اسی کو کھاوے اور کہتا ہے کہ
پوست سور کا دباغت سے پاک ہوتا ہے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں پس جو شخص ایسے مقال اور ایسا حال
رکھتا ہو تو کیونکر ایسے مذہب پر عمل کیا جاوے غرض چاروں میں بہ نزاع واقع ہوئی اور قیل و قال بڑی
اور ایکدوسرے کی تذلیل کرنے لگا جب مینے یہ حال دیکھا تو کہا اے عزیزو واللہ تمہاری باتیں
دین اسلام میں شک ڈالتی ہیں اسواسطے کہ کمال رسوائی ہے کہ دین محمدی اس صفت پر ہو
اب میں تم سے ایک مطلب کہتا ہوں اور قسم دیتا ہوں خدائے عز و جل کی کہ تم یہ کہو کہ سوائے ان
چار مذہبوں کے مسلمان اور بھی کوئی مذہب رکھتے ہیں کہا ہاں ایک مذہب رافضیونکا ہے مگر وہ بہت
قلیل ہے اور ضعیف اور باطل یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ قلت انکی دلیل انکے بطلان کی نہیں ہو سکتی
اور تمہاری کثرت دلیل تمہاری حقیقت کی نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ مینے تمہارے قرآن میں اکثر
جگہ مدح قلیل کی اور مذمت کثیر کی دیکھی چنانچہ قلیل من عبادی الشکور و قلیل ممن نجینا منہم یہ
تو مدح قلیل کی ہے اور ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ و ما کان اکثرہم مومنین و لا
تجد اکثرہم شاکرین کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ وغیرہ کہ یہ مذمت کثیر کی ہے
پس انکی قلت اور تمہاری کثرت دلیل بطلان اور حقیقت کے نہیں ہو سکتی باینہمہ تم سے یہ توقع
رکھتا ہوں کہ تم کسی کو انمیں سے یہاں بلاؤ تا میں سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں علماء نے کہا کہ انہیں
اتنی جرات کہاں ہے کہ اپنے تئیں ظاہر کریں یا کسی مجلس میں بیٹھیں اسواسطے کہ ہمنے حکم انکے قتل کا
دے رکھا ہے کہ وہ واجب القتل ہیں یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ تم انکو کیوں واجب القتل جانتے ہو
کیا یہ یگانگی خدا کا اقرار نہیں کرتے کہا ہاں کرتے ہیں پھر مینے کہا کیا پیغمبر کا اقرار نہیں کرتے
کہا یہ بھی نہیں مینے کہا کہ کیا یہ قرآن اور نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور جہاد کا اقرار
نہیں رکھتے کہا کہ نہیں بلکہ رکھتے ہیں مینے کہا کہ پھر کیا صراط اور حساب اور میزان اور حشر اور سوال
قبر کا اقرار نہیں رکھتے کہا ہاں رکھتے ہیں مینے کہا کہ پھر کیا شراب اور زنا اور لواطہ اور فسق و فجور کو
مباح جانتے ہیں کہا نہیں مباح نہیں جانتے پس یوحنا کہتا ہے کہ مینے کہا کہ عجب حال ہے کہ جو جماعت

خدا کو یگانہ اور محمدؐ کو پیغمبر جانے اور قیامت اور حشر و نشر اور صراط اور میزان اور بہشت اور دوزخ
اور جمیع ضروریاتِ دین کا کہ جن چیزونکی خبر پیغمبرؐ نے دی اقرار کریں اور شراب اور زنا اور فسق اور
ربا اور خون ناحق اور مال ناحق کو حرام جانیں اور اس سے پرہیز کریں وہ واجب القتل کیونکر ہوئے
یہ امر تمہاری مسلمانی سے دور اور انصاف سے بعید ہے علماء نے کہا کہ یہ لوگ بد اعتقاد ہیں کہتے
ہیں کہ بندے کو طاعت اور معصیت میں اختیار ہے اور خدائیتعالیٰ ظلم اور شرک اور کفر کو
نہیں چاہتا۔ اور اسکے ارادے سے واقع نہیں ہوتا اور جو بدی ہے وہ بندے سے ہے خدا
سے نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہ بات تو بہت اچھی ہے علماء نے کہا کہ ہمیں اسکو اپنے ساتھ سے
سے پوچھنا کہتاہے کہ واللہ یہ اعتقاد مجھے خوب معلوم ہوتاہے اور یہی چاہیئے اسواسطے کہ اگر خدا
ہمسے بدیوں کو چاہے تو پھر شیطان سے اعوذ باللہ کیوں چاہیئے کہنا بلکہ خدا سے اعوذ چاہیئے کہنا
دوسرے یہ کہ اگر خدا کفر اور فسق اور ظلم اور معصیت بندوں سے چاہے تو پھر کیوں قیامت کے دن
ظالم اور فاسق اور کافر کو عذاب کرے کیونکہ جو خدا نے چاہا وہی بندے نے کیا دوسرے لازم آتاہے
کہ خدا ہی نے چاہا کہ شیطان آدمیونکو گمراہ کرے اور فریب دے پس شیطان نے چاہا ہوا خدا کا کیا
جو کچھ کیا بلکہ چاہیئے کہ خدا ہی نے شیطان کو گمراہ کیا ہو اور کافرونکو کافر اور عاصیوں اور
فاسقوں نے مراد خدا پر عمل کیا ہو پس خدا کو ان لوگوں پر کوئی حجت نہ ہوا تم ہی اپنے دل میں
خیال کرو کہ کوئی عقلمند اس بات کو روا رکھتاہے کہ پروردگار حکیم و علیم بندے کو پیدا کرے
اور اسے کچھ اختیار نہ دے اسکے کاموں میں اور چاہے کہ بندہ کافر ہو اور بندے کو دفع کفر پر
قدرت نہو اور جبکہ بغیر اپنے اختیار کے کافر ہو تو اسکو جہنم میں داخل کرے اور ساتھ انواع
عقوبات کے عذاب کرے سبحان اللہ اگر کوئی شخص ایسے کام کی نسبت کسی ادنیٰ مخلوق
کیطرف کرے تو اسکو ملامت کریں تو پس کیونکر خدائے علیم و حکیم کی طرف اسکی نسبت کرنا
جائز اور روا ہو اور یہ کام مثل اسکے ہے کہ ایک شخص لڑکے کے ہاتھ اور پاؤں باندھکر
پانی میں ڈالدے اور جب اسکے کپڑے بھیگ جائیں تو اس کو مارے کہ تو نے کپڑے کیوں
بھگوئے۔ اور کیونکر ہو سکے کہ خدا بندے کو ایمان سے روگردان کرے اور پھر کہے کہ

اِن تفرقون تم ایمان سے کیون پھرگئے اور آپ ہی اپنے حق کو ساتھہ باطل کے پوشیدہ کروائے اور
پھر آپ ہی کہے کہ لما تلبسوا لحق بالباطل تم نے حق کو ساتھہ باطل کے کیون چھپایا اور آپ ہی بندونکو
ایمان سے پھیرے اور پھر آپ ہی کہے ماذا علیہم لو امنوا باللہ والیوم آخر اور کیونکر جایز اور روا ہو
کہ آپ ہی بندونکو راہ سے پھیرے اور پھر آپ ہی فرمائے کہ فاین تذہبون۔ کہان جاتے ہو تم
اور آپ ہی انکو بے اختیار دین خدا سے باز رکھے اور آپ ہی کہے کہ فما لہم عن التذکرة معرضین
قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے بہت سی آیہ ایسی بھیجی ہیں کہ وہ صراحۃً دلالت کرتی ہیں اس بات
پر کہ بندے کو طاعت اور معصیت میں اختیار دیا ہے از انجملہ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء
فعلیہا یعنی جس شخص نے عمل کیا نیک پس واسطے نفس اپنے کے ہے اور جس شخص نے عمل کیا
برا پس ضرر اسکا اوپر نفس اسکے کے ہے دوسرے یہ کہ سرزنش کی ہے خدا نے ان لوگونکو جنھون
نے کہا کہ اگر خدا نہ چاہتا کہ ہم مشرک ہوں تو ہم مشرک نہ ہوتے اور ترک ایمان ہمارا خواستہ خدا سے ہے جیسا
کہ فرمایا سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباؤنا ولا حرمنا من شیئٍ یعنی نزدیک ہے
کہ کہیں شرک لانیوالے کہ اگر چاہتا خدا تو نہ شرک کرتے ہم اور نہ آبا ہمارے اور نہ حرام کرتے ہم سا تھہ
کسی چیز کے کذلک کذب الذین من قبلہم حتیٰ ذاقوا بأسنا قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان
تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون یعنی ایسی ہی تکذیب کی ہے ان لوگون نے کہ جو پہلے تم سے
تھے تا اینکہ چکھا عذاب کو پس کہو اے محمدؐ آیا نزدیک تمہارے کوئی علم ساتھہ اس بات کے ہے
پس نکالو اور ظاہر کرو اسکو ہمارے واسطے نہیں ہے مگر یہ کہ جھوٹ بولتے ہو تم پس جبکہ خدا تعالیٰ نے
ایسا فرمائے تو یہ یقین معلوم ہوا ہمیں کہ خدا شرک نہیں چاہتا پس اس بات پر رافضیون کو
کیون واجب القتل جانتے ہو علما نے کہا کہ ہم رافضیون کو اس واسطے واجب القتل جانتے
ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے علیؑ ابن ابیطالبؑ نص کی کہ خلیفہ وہ ہوا اور اس کو
خلیفہ اور قائم مقام پیغمبرؐ کا جانتے ہیں اور ابوبکر کو خلیفہ نہیں جانتے یوحنا کہتا ہے کہ میں نے
کہا کہ تم سنا امام فخر الدین رازی اور صاحب تفسیر التنزیل کے باب میں کیا کہتے ہو علما نے

کہا کہ وہ اکابر علما ہمارے سے ہے یوحنا نے کہا کہ تم انکی روایت کو قبول رکھتے ہو کہا کیوں نہیں
قبول رکھتے یوحنا نے کہا کہ معالم التنزیل بیچ تفسیر انذر عشیرتک الاقربین کے بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے
یوم الدار جو بنی عبدالمطلب کے ضیافت کی تو ان سے کہا قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرة فایکم یوازرنی علیہ یعنی اے
فرزندان عبدالمطلب آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ خیر دنیا اور آخرت کی پس کونسا ہے تم میں سے کہ میری
یاری اور مدد کرے اس کام میں اور وزیر او خلیفہ ہو میرا بعد میرے پس حضرت علی نے کہا کہ میں یا
رسول اللہ آپنے فرمایا انت اخی وخلیفتی من بعدی یعنی تو بھائی میرا اور خلیفہ میرا اور وزیر میرا
اور وصی میرا ہے بعد میرے پس جبکہ عالم تمہارا کہ مرجع تمام علما تمہارے کا ہے ایسی روایت کو بیان
کرے تو پھر تم کیونکر کہتے ہو کہ رافضی واجب القتل ہیں اور بھی احمد حنبل کہ ایک ائمہ اربعہ تمہارے
سے ہے اپنی مسند میں لکھتا ہے کہ سلمان فارسی نے رسول خدا سے پوچھا کہ وصی آپکا کون ہے فرمایا
کہ وصی میرے بھائی موسیٰ کا کون تھا۔ عرض کی یوشع ابن نون فرمایا کہ پس وصی میرا اور وارث
میرا کہ بعد میرے میرے دین کو نگاہ رکھے اور وعدے میرے اُمت کو پہنچائے وہ علی
ابن ابی طالب ہے پھر یوحنا نے کہا کہ مینے تمہاری کتابوں میں بہت دیکھا ہے کہ حدیث غدیر خم
کو نقل کیا ہے ازانجملہ مسند احمد حنبل ہے پس رافضی اس قول پر واجب القتل نہیں
ہو سکتے دوسرے علما نے کہا کہ ہم اس روایت کی تاویل کرتے ہیں اسواسطے کہ اجماع منعقد
ہوا ہے صحت خلافت ابوبکر پر یوحنا نے کہا کہ رافضی تمہارے اجماع کو منعقد و مسلم نہیں جانتے
بلکہ کہتے ہیں کہ بیعت ابوبکر کی کسی کے اختیار سے نہیں ہوئی اسواسطے کہ عمر نے برسر منبر کہا
کہ کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرہا فمن عاد الی مثلہا فاقتلوہ یعنی بیعت ابوبکر کی ناگہانی
اور بے اصل تھی خدا نے شر اسکا دفع کیا پس جو شخص کہ بار دیگر ایسا کریگا اس کو قتل کرو
اور دلیل ہے اس پر کہ خلافت ابوبکر کی بے بنیاد اور بے اصل ہے پس جب ایسا ہو تو امامت ابوبکر
وغیرہ کی مشکوک فیہ اور غیر صحیح ہوئی اور بھی صحیح بخاری میں بچند طریق روایت کیے ہے کہ فاطمہ
بنت رسول اللہ نے ابوبکر سے اپنے باپ کی میراث طلب کی اور ابوبکر نے اس کو نہ دی

اور اس سبب سے فاطمہؑ غضبناک ہوئیں ابوبکر پر اور بعد اسکے جب تک زندہ رہیں ابوبکر سے بات
نہ کی اور وصیت کی امیر المومنینؑ کو کہ مجھے شب کو دفن کرنا تاکہ یہ لوگ میرے جنازہ پر آنے
نہ پاویں اور حضرت علیؑ نے انکو شب ہی کو دفن کیا اور کسی کو خبر نہ کی آیا یہ امر تمہارے نزدیک
بھی ثابت ہے یا نہیں علماء نے کہا کہ ہاں صحیح ہے بخاری اور مسلم میں ایسا ہی ہے اور اس سے
زیادہ بھی ہے پس یوحنا نے کہا کہ اے عزیزو تو پس تمہیں رافضی چاہئے کہنا کہ تم کہتے ہو کہ
ابوبکر نے فاطمہؑ دختر رسولؐ کو آزردہ کیا اور حالانکہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ جس نے
رسول خدا کو آزردہ کیا وہ کافر ہے اور جیسا کہ فرمایا کہ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ
لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدلہم عذابا مہینا جب علماء نے یہ بات سنی تو برہم ہوئے اور
چاہا کہ اس بات کو اصلاح میں لاویں مگر اصلاح میں نہ لاسکے کمال مضطرب ہوئے اور اس بات سے اپنے تئیں
دوسری بات میں ڈالا اور کہا کہ روافض ان باتوں سے حجت پکڑتے ہیں اور ہم یقیناً جانتے
ہیں کہ علمائے ماضیہ اور کملائے گذشتہ ابوبکر و عمر سے مخالفت نہ رکھتے تھے اور انکی صحت خلافت
میں باہم کر متابعت کرتے تھے اور ہم انکی پیروی کرتے ہیں کہ یہ اصحاب رسول خدا کے تھے
اور اس جناب کے ساتھ اکثر جہاد کیا اگر خدا کو یہ معلوم ہوتا کہ انسے بدی صادر ہوگی تو
اپنے رسول کو خبر کرتا۔ اور رسول خدا انکو نیست و نابود کرتے اور جبکہ ایسا نہ ہوا تو معلوم ہوا
کہ یہ سب شبہ کی باتیں ہیں اور صحیح ہے کہ سب صحابہ رسول ناجی ہیں اور رستگار یوحنا
نے کہا تم نے خوب فرمایا لیکن یہ لازم نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ حال حیات رسول میں
نیکوکار ہوں اور بعد وفات رسول بد ہوگئے ہوں اور اسی حالت اصلی اول پر رجوع کی ہو اس
واسطے کہ مینے تمہاری صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں دیکھا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ بروز
قیامت میں حوض کوثر پر ہونگا اور ایک گروہ اصحاب کی میرے پاس آویگی میں چاہونگا
کہ انکو پانی دوں کہ فرشتے انکو اٹھا لیجاوینگے طرف اصحاب شمال کے میں اسوقت
فریاد کرونگا اور کہونگا کہ پروردگارا یہ اصحاب اور یار میرے ہیں خطاب پہنچیگا کہ جانب رب

ارباب کے لئے محمد تو نہین جانتا کہ انہون نے بعد تیرے کیا کیا کیا ہے اس ہی روز کہ تونے وفات پائی یہ لوگ تیرے دین سے پھر گئے پس خداوند عالم سب کو جہنم میں بھیجدیگا اب مین تم سے پوچھتا ہوں کہ یہ صحابہ کون ہیں جب میں نے یہ کہا تو سب نے سر جھکا لیا اور فکر میں گئے اور آپسمیں کہا کہ واللہ حق ظاہر ہوا اور حق طرف رافضیوں کے ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کیا سبب ہے کہ آئمہ اور علمار امصار ہمارے جمع ہوئے انکے بطلان مذہب پر اور اتفاق کیا انکے لعن طعن پر پس یوحنا نے کہا کہ ان میں بھی نہین جانتا کہ کیوں علما نے اجماع کیا اوپر طعن اس مذہب کے اور ان کو واجب القتل جانا۔ علمار نے کہا کہ اگر کوئی دلیل اسکی بیان کرے تو ہم اور تو انکا دین و ملت اختیار کریں یوحنا نے کہا کہ اے عزیزو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ رافضی کہتے ہیں کہ خلافت اور بیعت درست نہیں بلکہ صحت خلافت سات نص رسولخدا کی ہے اور چاہئے کہ خلافت دوام ہو اور خلفائے بنی عباس نے تین سو برس خلافت کی اور ممالک اسلام میں بادشاہ رہے حالانکہ رسولخدا نے کسی پر انمیں سے نص نہیں کی تھی اور کوئی اُن میں سے معصوم بھی نہ تھا پس اگر مذہب رافضیوں کا صحیح رکھتے اور اُسپر عمل کرتے تو لازم تھا انکو کہ اپنے تئیں خلافت سے معزول کرتے اور فرزندان امیرالمومنین کو خلافت سپرد کر دیتے مگر یہ امر ان پر بہت دشوار اور مشکل تھا خصوص جس صورت میں کہ ایک نے ان خلفار میں سے اپنے باپ کو خلافت کیواسطے قتل کیا ہو اور روم کو اپنی بیعت کیواسطے دعوت کیا ہو اس دستور پر کہ صدر اول میں صحابہ علی ابن ابیطالب سے بیعت نہ کی اور ابوبکر سے بیعت کر لی اور چونکہ یہ بادشاہ تھے تو بیعت درست ہوگئی اور علمار اور فضلا اور قضات اور مفتی اور واعظوں نے بنا بر حب جاہ اور منصب دنیا کے ان روایات کو پس پشت ڈالکر اور نہ سنا ہوا کر وان کر دلیل وحجت صحت خلافت ابوبکر پر برانگیختہ اور قائم کئے اور عوام الناس کو انکی بیعت کیطرف رغبت دلائی اور انکی دعوت کیطرف راغب اور انکی بیعت کیطرف مائل کیا اور اسیطرح پر فرزندوں نے متابعت اپنے باپوں کی کی اور اس ہی نہج پر خلف سلف سے تعصب اور عناد اور تصلب کو میراث لیگئی

اور نہیں تو حق ظاہر ہے اور آپ ہی انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور کچھ شک نہین کہ
عاقل اور بالغ پر واجب ہے کہ اپنے دین مین جستجو کرے اور کسیکی اسمین تقلید نہ کرے کہ خداتعالی نے
قرآن اور سب کتب سماویہ میں تقلید کی مذمت کی ہے اور خبر دی ہے اسکی کہ جو کوئی گمراہ ہوا وہ
بسبب تقلید کے ہوا ہے پس تم ہی فکر کرو کہ حق کیا ہے یوحنا نے جب بات کہی تو سب نے کہا
کہ اے یوحنا تو ہم سے راہ پانے آیا تھا مگر درحقیقت تو نے ہمکو راہ دکھلائی اور بدعت اور ضلالت
اور گمراہی میں سے نکالا اور حق یہ ہے جو تو کہتا ہے اور خدا ہمپر گواہ ہے کہ ہم اس سے کبھی عدول
نہ کرینگے اور اس رستہ سے نہ پھرینگے والحق احق بالاتباع والسلام علی من اتبع الہدیٰ تمام ہوا
رسالہ یوحنا کا اب جاننا چاہیے کہ غرض ہماری نقل کرنے سے اس رسالہ کے فقط یہ ہے کہ جو کوئی شخص طالب
دین محمدی کو اختیار کرنا چاہے تو اسکو لازم ہے کہ اسی طرح کی تحقیق کرکے دین حق کو پیدا
کرے اب واضح ہو کہ یہ احقر العباد بعد تمام اس تمہید پند آمیز نصیحت خیز کی عنان توجہ طرف
جواب رسالہ ہدایت المبتدعین کے منعطف کرتا ہے **قولہ** بعض بعض ناواقف جب ایسے شخص کو
دیکھتے ہیں کہ ایسی چیزوں سے کہ جنکی شرع میں کچھ اصل نہیں منع کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے
اسکی بات ماننا نہ چاہیے آہ **اقول** صاحب رسالہ بسبب اسکے کہ یہ مذہب حادث و جدید ہے اپنے تئیں
اس زمرہ سے بچاتا ہے حالانکہ یہ امر بہت دشوار بلکہ محال ہے اسواسطے کہ عند العقلا مقرر و معہود
ہے کہ جو شخص کسی شخص کا معتقد اور اسکے افعال اور اقوال کا پابند اور اسکے طریق کا سالک اور
اسکے مسلک کا مروج اور اسکے قوانین کا مبیّن ہوتا ہے اسکو اس ہی کیطرف منسوب کرتے ہیں
اور یہی سبب ہے کہ چونکہ شیعیان اہل بیت مطیع فرمان واجب الاذعان اہل بیت بنی انس و جان
میں اور ائمہ اثنا عشر کے تابع احکام تو انکو امامیہ و اثنا عشریہ کہتے ہیں اور جو لوگ فقہ تسنن
سے امام ابوحنیفہ کے تابع اور مقلد ہیں انکو حنفیہ کہتے ہیں فعلی ہذا تم لوگ تابع ہو اپنے دین و
آئین میں عبدالوہاب کے اور اسکے طریقہ مخترعہ اور مسائل موضوعہ کے پابند اور مذہب جدیدہ
ترویج اور تنشیر میں ساعی و سرگرم اسواسطے تمکو وہابی کہتے ہیں اب تم ہرچند اپنے تئیں اہل سنت

مبارک سے بچاؤ مگر بچ نہیں سکتے اور یہ جو لکھا ہے کہ جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں الخ یہ بات غلط ہے بلکہ وہابی اسی شخص کو کہتے ہیں کہ جو منع کرتا ہے ان چیزوں کو کہ جو نزد فرقہ اہل تسنن شرع میں جائز اور مباح ہیں جیسا کہ آگے آویگا قال صاحب الرسالہ سو اس باب میں بھی مختصر تقریر بیان کیجاتی ہے اسکو بگوش ہوش سننا چاہیے تفصیل اسکی بطریق اجمال یہ ہے کہ ہم لوگ جو ان چیزوں سے منع کرتے ہیں سو اسواسطے کہ احادیث میں بدعت کی بہت برائی آئی ہے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور یہ بھی فرمایا ہے کہ من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد اور یہ بھی فرمایا لایقبل اللہ لصاحب بدعۃ صلوٰۃ ولا صوما ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا ویخرج من الاسلام کما تخرج الشعر من العجین روایت کیا ہے اسکو بیہقی اور ابن ماجہ نے خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا بدعتی کی نماز اور روزہ اور حج اور فرض اور نفل اور نکل جاتا ہے اسلام سے جیسا کہ نکل جاتا ہے بال خمیر میں سے اور مشکوٰۃ شریف میں ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام کہ بدعتی کی جسنے تعظیم کی گویا اس نے مدد کی اوپر ڈھانے اسلام کے جب یہ بات بیان ہو چکی تو اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اصل مذہب اہل سنت یہی ہے کہ آدمی طریق آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور سلف صالح کو اختیار کرے اور بدعت سے مجتنب ہووے حضرت غوث الاعظم نے بھی یہی فرمایا ہے وہابی مذہب والوں کو اسمیں کچھ دخل نہیں ہم کتب احادیث اور کتب علماء کبار سے ایسی چیزوں کی ممانعت ثابت کرتے ہیں کہ اہل بدعت بھی انکو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں جاہلوں کا قاعدہ ہے کہ جو شخص تابع سنت ہو اسکو وہابی کہتے ہیں گور پرستوں اور تعزیہ پرستوں نے یہ بات نکالی ہے آہ۔

اقول مخفی نہ رہے کہ مقتضائے مقام یہ ہے کہ اولاً معنی بدعت کے موافق اور مطابق دونوں فرقوں کے بیان کئے جائیں من بعد جو حسن و قبح اس پر مترتب اور متفرع ہووے گو تسکذار صاحبان عقل و تمیز کے کئے جاویں لہذا اولاً معنی بدعت کے اوپر طبق مذہب

مبتدعین کے بیان ہوتی ہیں پھر بعد اسکے معانی اسکے اور طریقہ وہابیہ کے بیان کئے
جائینگے واضح ہو کہ بنا بر اصلاح فرقہ اول جو چیز کہ بعد زمانہ رسول ہدیٰ کے حادث ہو
اور اسکا حکم بالتصریح شرع میں پایا جائے اور کسی اصل کے تحت میں داخل ہو اسکو بدعت
کہتے ہیں اور وہ دو قسم پر ہے حسنہ وسیئہ پس اس تعریف کا حسن تو یہ ہے کہ وہ لوگ کہ جنہوں
نے زمانہ رسولخدا میں احکامات خدا و رسول کو رد کیا اور اپنے احکام خلاف انکے حکمونکے جاری
کئے زمرۂ بدعتیوں سے خارج ہوئے اور علما اس فرقہ نے قید بعد یہ وغیرہ کے تعریف بدعت میں
فقط واسطے اخراج خلفائے راشدین کے اس تعریف سے لگائی ہے والا اگر یہ قید نہ ہوتی
تو خلفا بھی زمرۂ بدعتیونمیں داخل ہوجاتے بلکہ کچھ بڑھکر انکا نام رکھا جاتا اسواسطے کہ ان حضرات
نے تو اکثر حکم خدا اور رسول کو رد کیا اور بدعت فقط عبارت ہی ایجاد امر سے دین میں کہ جسکا
حکم بتصریح شرع میں پایا نہ جاتا ہو نہ یہ کہ جس امر کا حکم کرنے نہ کرنے کا جانب خدا اور رسول سے
صادر ہوا ہو اسکو رد کرے اور خلاف اسکا عمل میں لائے جیسا کہ رسولخدا نے خلفاء کو حکم دیا
کہ تم لشکر اسامہ میں داخل ہوکر اسکے ساتھ جہاد پر جاؤ اور اس حکم کو موکد بلعن کیا کہ لعن اللہ
من تخلف عن جیش اسامہ یعنی لعنت خدا کی اس شخص پر کہ جو تخلف کرے جیش اسامہ سے
یعنی اسکے ساتھ نہ جائے۔ اور اس سے پھر آئے۔ اور یہ حضرات اس سے پھر آئے اور لشکر کے
ساتھ نہ گئے اور رد کیا حکم رسول بلکہ حکم خدا کو اس واسطے کہ رسولخدا بے حکم خدا کسی امر کا
حکم نہ دیتے تھے کہ ما ینطق عن الہوا ان ہو الا وحی یوحی سے ثابت ہے جیسا کہ رئیس
المتکلمین اہل تسنن محمد شہرستانی نے کتاب ملل و نحل میں اور میر سید شریف نے آمدی
سے کہ امام و پیشوا انکا ہے شرح مواقف میں اور راوردونے حال ان صاحبوں کے پھر آنیکا
لکھا ہے اور جیسے کہ رسول ہدیٰ نے انکو حکم دیا کہ ہلموا اکتب لکم کتاب لن تضلوا بعدی
یعنی آؤ تم تا واسطے تمہارے لکھوں ایک ایسا نوشتہ کہ بعد میرے ہرگز ضلالت اور
گمراہی میں نہ پڑو یہ روایت تو موافق صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین اور

مشکواۃ کی ہے اور شرح مواقف میں بجائے ہلموا کے ایتونی بقرطاس ہے یعنی لاؤ تم کاغذ
اور صاحب ملل ونحل نے ایتونی بدوات وقرطاس لکھا ہے یعنی دوات و کاغذ لاؤ اور ابن ابی الحدید
نے بروایت ابو جعفر اپنی اسناد کی بدوات وکتف لکھا ہے یعنی لاؤ دوات اور شانہ مگر آل سب کا
ایک ہی ہے پس خلیفہ ثانی نے اس حکم کو رد کیا اور کہا ان ہذا الرجل لیہجر حسبکم کتاب اللہ یعنی یہ
شخص ہذیان کہتا ہے کافی ہے تمکو کتاب خدا یہ موافق روایت احمد حنبل اور صحیح مسلم اور
مشکواۃ اور حمیدی وغیرہ کے ہے مگر بعض روایت میں لفظ یہجر کا اور بعض میں لفظ ہجر کا واقع ہے
اور لغت عرب میں جسوقت چاہتے ہیں کہ بیمار کے ہذیان کہنے سے خبر دیں تو کہتے ہیں ہجراً و یہجراً
اور روایت بخاری میں اسطرح ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا قد غلب علیہ الوجع وردنے رسولخدا پر غلبہ
کیا ہے کلام انکا اعتبار نہیں رکھتا یہ سنکر رسولخدا غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ ان کو نکال دو
در آخر اپنے پاس سے انکو نکلوا دیا غرضکہ حکم رسول کو رد کیا اور بھی خلیفہ ثانی صاحب نے
خمس غنیمت کو کہ بہ نص خدا و رسول حق آل اور اقربائے رسول کا تھا انہوں نے منع کیا اور ام المومنین
دختر ابی بکر اور حفصہ اپنی دختر کو ہر سال دس ہزار درہم دیا کئے پس اسمیں بھی رد کیا حکم خدا
اور رسول کو اور بھی مقدمہ خلافت میں رد کیا حکم خدا اور رسول کو کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما
انزل الخ اور فرمودہ جناب رسول مقبول من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے ثابت ہے کہ خلافت
مخصوص جناب علی کیواسطے تھی اور حضرات خلفا نے اپنے واسطے از راہ تغلب مقرر کر لی اور ایسی
ہی مقدمہ فدک میں بھی خلاف حکم خدا و رسول کے عمل کیا اسواسطے کہ رسول مقبول نے
بحکم خداوند جلیل کہ وآت ذالقربی حقہ ہے فدک اپنی دختر نیک اختر کو ہبہ کیا تھا انہوں نے
ناحق اس معصومہ سے چھین لیا اور گواہی جناب امیر اور حسنین کو کہ جو بدلیل آیہ تطہیر انما
یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا جمیع گناہ اور رجس اور کذب اور زور سے
مبرا اور پاک اور پاکیزہ تھے اور گواہی ام ایمن کو کہ باتفاق فرقہ سنی عشرہ مبشرہ میں داخل
تھیں رد کیا اور تہمت کذب کی جناب امیر کیطرف لگائی اور کہا کہ یہ اپنی جر نفع کیواسطے

گواہی دیتے ہیں اور باب متعہ میں بھی رد کیا حکم خدا اور رسول کو کہ باتفاق فریقین متعہ بحکم خدا
و رسول جاری ہوا تھا اس کو حضرت فاروق نے حرام کیا اور فرمایا کہ المتعتان کانتا فی عہد
رسول اللہ وانا احرمہما یعنی دو متعہ ایک متعۃ النسا اور ایک متعۃ الحج زمانہ رسولخدا میں حلال تھے اور
میں انکو حرام کرتا ہوں جمع بین الصحیحین اور صحیح ترمذی اور مسند احمد حنبل و حلیۃ الاولیاء ابو نعیم
وغیرہ کتب صحیحہ اہل سنت میں توضیح تمامتر اسکا بیان موجود ہے غرضکہ اسی قبیل کے اکثر
مقدمات اصح کتب صاحبان سنت و جماعت میں تحریر ہیں کہ ان سب کی یہ مختصر رسالہ گنجایش
نہیں رکھتا اور قبح اس تعریف میں یہ ہے کہ جن حضرات کا قید بعدیۃ لگا کر اس تعریف سے
نکالنا منظور تھا وہ نکلی اسواسطے کہ ان حضرات سے بعد زمانہ رسول مقبول تو اکثر بدعات ظہور
میں آئیں مثل احداث تراویح شبہائے ماہ مبارک رمضان میں کہ وہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ حضرت
خلیفہ اول میں تھیں بلکہ نوافل کو تنہا پڑھتے تھے جیسا کہ حمیدی نے مسند ابو ہریرہ میں متفق
علیہ بخاری و مسلم کے روایت کیا ہے کہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر میں نماز نافلہ بجماعت
نہ پڑھتے تھے بعد اسکے خلیفہ ثانی نے حکم کیا کہ انکو جماعت سے پڑھیں اور سب شہروں میں
لکھکر بھیجا کہ سب جگہ ایسا ہی جاری ہوا اور پھر اسکو نعم البدعۃ کہا اور مثل سکے کہ حی علی
خیر العمل کو اذان سے نکالڈالا جیسا کہ ابن ابی الحدید نے لکھا کہ خلیفہ ثانی نے تین چیزوں کو منع
کیا حالانکہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ خلیفہ اول میں وہ جاری تھیں اور فرمایا خلافت آب نے
کہ ثلث کن فی عہد رسول اللہ وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن یعنی تین چیزیں زمانہ
رسولخدا میں جاری تھیں ایک متعۃ النسا اور ایک متعۃ الحج اور ایک حی علی خیر العمل اذان میں
اور میں منع کرتا ہوں انسے اور حرام کرتا ہوں انکو اور عذاب کرونگا اس شخص کو کہ
جو انکو کریگا اور مثل مقرر کرنے خلیفہ فاروق کے حصہ مہاجرین کو زیادہ حصہ انصار سے
اور مثل منع کرنے خمس کے اہلبیت سے اور لے لینے مال خمس کو آپ اپنے لئے اور
سند اس پر یہ ہے کہ عبد البر نے کہ معتبرین صاحبان سنت و جماعت سے ہے

کتاب استیعاب میں لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی اسقدر مال چھوڑ کر دنیا سے تشریف لیگئے تھے
کہ حصہ ہشتمی اُسکا تین زوجہ یا چار زوجہ پر علی اختلاف الروایات جو تقسیم کیا گیا تو ہر ایک
بی بی کے حصہ میں تراسی تراسی ہزار دینار سُرخ آئے بیت المال نہ تھا مگر مال خمس سوائے اسکے جب
روایات مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ مال خمس سادات کو نہ دیتے تھے تو پھر وہ مال کہاں جاتا
تھا سوائے اسکے کہ حضرت فاروق کے ہی پاس رہتا تھا کہ امتی تو مال خمس کے لینے کے مستحق تھے ہی
نہیں جو یہ احتمال کیا جائے کہ اُنکو دیتے تھے اور یہی باعث تھا کہ حضرت ممدوح کو بسبب جمع ہونے مال کثیر
کے خیال اپنے بادشاہ ہونے کا پیدا ہو گیا تھا جیسا کہ ابن اثیر نے کامل التاریخ میں لکھا ہے کہ ایکروز جناب
عمر ابن الخطاب سلمان فارسی سے مستفسر ہوئے کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ سلمان نے جواب دیا کہ اگر
تمنے مال مسلمین سے ناحق ایکدرہم بھی لیا ہوگا تو تم خلیفہ نہ ہوگے یہ سُنکر خلیفہ صاحب رونے لگے
میں کہتا ہوں کہ اس طور کا جواب دینا سلمان کا دلیل ہے کہ سلمان کو معلوم تھا کہ خلیفہ صاحب نے
بہت مال مسلمین ناحق لیا ہے مگر بخوف جان صاف نہ کہہ سکے کہ تم خلیفہ نہیں ہو اور خلیفہ صاحب کا
رونا بھی دلیل اسی کی ہے کہ مال مسلمین میں تغلب کیا ورنہ رونے کا کیا مقام تھا آخر کہ حساب
پاک ست از محاسبہ چہ باک اور مثل اسکے کہ خلیفہ اول نے فجاۃ سلمی کو معذب نار کیا یعنی آگ میں جلایا
حالانکہ رسول خدا نے باتفاق علما اس سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ لا یعذب بالنار الا رب النار
نہ عذاب کرے کوئی ساتھ آگ کے مگر خالق نار اور بھی دست چپ دزد کا قطع کیا حالانکہ باتفاق
دست راست کاٹنے کا حکم ہے اور ازین قبیل ہے زیادہ کرنا عول اور عصبہ کا فرائض میں اور
پاؤں دھونا وضو میں اور ہاتھ باندھنا نماز میں کہ یہ سب احکامات خلفائے راشدین کے ہیں کہ
خلاف ہیں احکامات خدا و رسول کے بعض علما فرقہ اہل سنن ان امورات کی تاویل میں
فرماتے ہیں کہ خلفا مجتہد تھے پس ان امور میں انہوں نے اجتہاد کیا اور اگر مجتہد خطا کرے تو ایک
اجر کا مستحق ہوتا ہے اور جو صواب کرے تو دو اجر کا ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ اجتہاد
عبارت ہے اس سے کہ احکامات کو کلام خدا اور رسول سے استنباط کرے نہ یہ کہ مقابل

نص اور خلاف حکم خدا و رسول کے ہو یعنی مثلاً شارع ایک شے کا حکم دے اور کوئی شخص اسکو رد کرے اور پھر
مجتہد کہلائے ورنہ جمیع شرایع محمدی کو تغیر دینا جائز ہو جائیگا اسواسطے کہ مثلاً ایک شخص ایک زمانہ میں
اجتہاد کرے کہ نماز واجب نہیں اور دوسرے زمانہ میں اجتہاد کرے کہ زنا اور شراب حلال ہے آخر رفتہ رفتہ
چند روز میں دین نو حادث ہو جائیگا مثال اسکی مذہب وہابیہ ہے کہ جدا ہو گیا ہے دین سابق اہل تسنن سے
اب سنئے معانی بدعت کے اوپر طریقہ مذہب وہابیہ کے کہ یہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو امر بعد قرون ثلثہ یعنی زمانہ
صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے حادث ہوا ہو وہ بدعت ہے خواہ وہ امر جدید اچھا ہو یا
برا۔ اور کہتے ہیں کہ حدیث شریف کل بدعۃ ضلالۃ مطلق ہے نہ مخصص حسنہ کی ساتھ اسواسطے
کہ جو امر بدعت ہوا پھر اسکا حسنہ ہونا کیا معنی اسلئے کہ اسکی شناعت اور قباحت پہلے معنی سے
بھی بڑھکر ہے اسواسطے کہ بنا بر اس تعریف کے بعد قرون ثلثہ کے آجتک کسی اہل اسلام کا
اسلام ہی باقی نہیں رہتا کیونکہ انہوں نے بہت ایسی چیزیں پیدا کی ہیں جو قرون ثلثہ میں نہ تھیں بعض
نے طرح طرح کے کھانے نکالے بعض نے انواع انواع کے لباس اپنی عقل سے تراشے بعض نے
طور بطور کی صنعتیں اور طرز بطرز کے پہننے اور رنگ رنگ کے آلہ بنائے پس یہ سب عتو نمیں داخل
ہوئے اور فرقہ وہابیہ بھی تو اس سے خارج نہیں ہو سکتا اور دوسری قباحت اس تعریف کی یہ ہے
کہ یہ تعریف مستلزم ہے اس امر کو کہ قرون ثلثہ میں جو امر کہ حادث ہوئے گو وہ بد اور برے ہی
ہوں وہ بدعت نہ ہوں حالانکہ یہ امر خلاف عقل اور نقل ہے پس اول تو اس لئے کہ عقل کسی
عاقل کی یہ تجویز نہیں کرتی کہ امر غیر مشروع ناسخ احکام خدا و رسول بدعت قرار نہ دیا جائے
اور لیکن امر ثانی پس اسواسطے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مثل امتی کمثل غیث لا یدری اولہا خیر
او اوسطہا او آخرہا یعنی مثل میری امت کی مثل باران کے ہے کہ نہیں جانتا ہیں کہ اول
اسکے خیر ہے یا درمیان اسکے خیر ہے یا آخر اسکے خیر ہے اور بھی فرمایا ہے کہ من سن
فی الاسلام حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا ومن سن سنۃ سیئۃ فلہ اجرہا وزر من
عمل بہا حاصل اس کا یہ ہے کہ جس کسی نے پیدا کیا اسلام میں کسی نیکی کو پس واسطے اسکے

اجر اس کا ہے اور اجر اس شخص کا کہ جسنے عمل کیا ساتھہ اسکے اور جسنے پیدا کیا اسلام میں کسی بُری بات کو پس واسطے اسکے ہے بوجھ اسکا اور بوجھ اس شخص کا کہ جسنے عمل کیا ساتھہ اسکے پس اس دلیل عقلی و نقلی سے یہ تخصیص انکی کہ جو امر بعد قرون ثلثہ کے حادث ہووہ تو بدعت ہے اور جو شے انکے زمانہ میں حادث ہوئی ہو گو وہ بُری ہو بدعت نہیں ہے باطل ہوئی اور ثابت ہُوا کہ جو امر کہ خلاف شرع ہو خواہ وہ کسی زمانہ میں اور کسی شخص سے حادث ہُوا ہو وہ بدعت ہے جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ حوض کوثر پر میرے پاس ایک جماعت کو میرے اصحاب میں سے لائینگے جب میں انکو پانی دینے کا ارادہ کرونگا تو فرشتے انکو گھسیٹ کر میرے پاس سے لیجائینگے میں یاد کرونگا کہ خداوندا یہ اصحاب میرے ہیں ندا آئیگی جانب رب الارباب سے کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں دین میں پیدا کیں تیرے مرتے ہی یہ اپنے اعقاب پر پھر گئے جیسا جمع بین الصحیحین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے پس اس سے ثابت ہُوا کہ احداث بدعت میں قید کسی زمانہ اور کسی شخص کی نہیں صحابی ہو یا غیر صحابی جو نیا امر دین و ملت میں بعکس حکم خدا و رسول کسی زمانہ میں پیدا کریگا وہ بدعت ہے اور وہ شخص بدعتی ہے اور اس سے یہ امر بھی ثابت ہُوا کہ ہر شخص کے طریقے اور سنت اور قول و فعل پر عمل نہ کرنا چاہیئے جائز ہے کہ وہ بدعت ہی ہو خواہ وہ شخص صحابی ہو یا غیر صحابی جیسا کہ اوپر حال بعض صحابہ کا معلوم ہُوا کہ وہ موجب بدعات تھے سوائے اسکے ہر صحابی نہ تو معصوم ہی ہے نہ موسوم بالخیر جو ہر صحابی کے قول و فعل پر عمل کیا جائے بلکہ اکثر صحابہ نے حق سے تجاوز کیا اور مرتکب فسق و فجور کے ہوئے جیسا کہ ملا سعد الدین تفتازانی نے کہ مشاہیر علما اہل سنت اور امام انکے ہے آخر شرح مقاصد میں انکا حال لکھا ہے کہ اما ما وقع بین الصحابة من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقات یدل بظاہرہ علی ان بعضھم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسة والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوماً ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوماً الا ان العلما لحسن ظنھم باصحاب رسول اللہ ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق وذہبوا الی انہم

محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا العقائد المسلمین عن الزیغ والضلالة فی کبار الصحابة سیما
المہاجرین والانصار والمبشرین منہم بالصواب فی دار القرار واما اجری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبیؐ
فمن الظہور بحیث لا مجال الاخفاء وہو من الشناعة بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذ یکاد یشہد بہ
الجمادات والعجماء وتبکی لہ الارض والسماء وینہدم منہ الجبال وینشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی
کر الشہور ومر الدہور فلعنة اللہ علی من باشر او رضی او سعی ولعذاب الآخرة اشد وابقی انتہی خلاصہ
اس عبارت کا یہ ہے کہ صحابہ میں جو جھگڑے اور فساد ہوئے جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور زبان ثقات
سے دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ حق سے باہر ہو گئے اور سیدھی راہ سے پھر گئے اور حد ظلم و فسق کو
پہنچ گئے اور باعث اس امر کا انکو نہ ہوا مگر حقد اور حسد اور دشمنی اور طلب ملک و ریاست اور میل
طرف لذات اور شہوات کے اسواسطے کہ نہ ہر صحابی معصوم ہے اور نہ جس نے ملاقات کی نبیؐ سے وہ
موسوم بالخیر ہے مگر علماء نے بسبب حسن ظن اور نیک گمان اپنے کے جو حق میں اصحاب رسول خداؐ کے رکھتے
ہیں انکے ان جھگڑوں اور فساد وغیرہ کیلئے تاویلاتیں اور محامل کہ جو انکی شان کے لائق تھے بیان کیے
یعنی اگرچہ باطن میں تو افعال انکے برے تھے مگر علما نے اپنے حسن ظن سے تاویلیں نیک
کرکے انکو اچھا بنایا اور گئے اس بات کیطرف کہ وہ محفوظ ہیں اس چیز سے کہ جو باعث ان کے تضلیل
اور تفسیق اور ذلت کا ہو حاصل اسکا یہ ہے کہ اگرچہ انسے ایسے ہی امر وجود میں آئے کہ جو باعث
انکی تذلیل اور تفسیق اور ذلت کا ہوئے مگر ہم اپنی زبان سے نہیں کہتے اور ان کے
عیب کو چھپاتے ہیں ظاہر نہیں کرتے اور یہ قول ہمارا اسواسطے ہے تاکہ عقاید مسلمین کے
کبار صحابہ سے پھر نہ جائیں خصوص مہاجرین و انصار کہ جو مبشر بصواب فی دار القرار ہیں اور لیکن جو
ظلم بعد انکے اہل بیت پر گذرے وہ ایسے ظہور میں ہیں کہ کسیکو طاقت انکے اخفا کی نہیں اور وہ ایسی
برائیاں ہیں کہ عقول پر انمیں فرا محل اشتباہ نہیں اسواسطے کہ قریب ہے کہ گواہی دیں ان ظلموں کی
جمادات اور نباتات اور روئے زمین اور آسمان اور منہدم ہو جائیں پہاڑ اور شق ہو
جائیں سینے پتھروں کے اور باقی رہیگی برائی انکی ہمیشہ ہمیشہ پس لعنت خدا کی اس شخص پر

کہ مہیا نے شرح ہوا ان ظالمون کا یعنی ہوا اُنپر اکثر کشش کی نہیں ہوا البتہ عذاب آخرۃ سخت تر
اور پائیندہ تر ہے جب صاحبان عقل سلیم فکر و غور سے ملاحظہ کریں کہ وہ صحابہ کہ جن سے فسق و فجور اور
ظلم و تعدی ظہور میں آئی اور حق سے تجاوز کر گئے اور ریاست اور ملک اور بادشاہت کے طالب
و لذات اور خواہش نفوس کے مائل ہونے والے کون تھے اور اس سے ایک اور فائدہ معلوم ہوا
کہ قول انکا کہ صحابہ باہم ہیں نہیں ہے جسکی اقتدا کر کے ہدایت پاوینگے غلط ہے بلکہ
متابعت اسی شخص کی چاہیے کہ جسکا قول و فعل مطابق قرآن اور معصوم و نبی امت جان
ہو اور وہ نہیں ہیں مگر اہل بیت کہ یہ حضرات آیۂ تطہیر سے گناہ و خطا اور ذلت سے معصوم
ہیں سوائے انکے کوئی شخص سہو و خطا سے محفوظ نہیں ہو سکتا تو قول اسکا نہیں کہ حضرات صحابی سے آنحضرت کے
خلاف حق جو ہوئی واقع کا ذکر ہو جاتا مگر ان لوگوں کا ذکر نہیں کہ جنہوں نے انبیاء کی خطائیں
ثابت کی ہیں قول صاحب رسالہ ابھی تحقیق ہو رہی کہ وہ ایسی کون لوگ ہیں کہ
تعب لاحق کیا جاتا ہے سوال اسکا یہ ہے کہ کہ یہ سب اہل بدعت جنکو دیکھتے ہیں کہ
مسلح تنخواہ اور ... بھی بسبب تقلید اور نفاق کے مشغول ہیں کہ منع کرتا
ہے تو اسکو سبب خواہش نفسانی کے تعصب دیتے ہیں اقول یہ گمان تمہارا غلط محض ہے
عبدالوہاب شخص کا کلام ہے کہ حسنات اور مستحبات اور امورات خیر کو منع کرتا ہے
اور سنۃ الی وقت اور بدعات کو گنتا ہے اور سب مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتا
ہے اور اسمیں شک نہیں کہ تم سب کا فعل خلاف کتب عبدالوہاب کے ہے قول صاحب رسالہ
یہی بات کہ کب یہ تعصب درست ہوا ہے سو جسکو تفتیش اور تحقیق ہے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالوہاب
نجد میں ایک عالم بڑے کامل اور متقی اور پرہیزگار تھے جنکا ادنی انکو پہچان کر طالب علم
وہ بعثت سے شہر بھی انکے اتباع موجود ہیں انتہی اقول یہ تحقیق اور تفتیش صاحب
رسالہ کی نسبت اتفاق ... نفس تام کی ہے بلکہ فقط بنا بر تعصب جہال اور معلوم ہو کہ
حالات شیخ عبدالوہاب جیسی نظر علما نے ... اصل حال شیخ صاحب مذکور

محققین متقدمین اور مورخین موثقین مثل مولوی فضل رسول شاہ صاحب مولف رسالہ بوارق محمدیہ لرجم شیاطین النجدیہ کے اس طرح پر ہے کہ شیخ نجدی صاحب فطرت دانش میں فیلسوف زمان اور بیمثل و بے ہمتا تھے اور ذات شریف سے آپکی وہ مفسدے اور بدعات عالم میں پیدا ہوئیں کہ جنکا ضرر عام منجر بکم براہی اور انقلاب دین محمدی میں بہم پہنچا کہ ایک عالم ورطہ حیرانی اور سرگردانی اور ضلالت و گمراہی میں گرفتار ہے بہرحال بانحال ممدوح نے حال شیخ صاحب کا کتب سیر و تواریخ میں سے اس طرح پر رسالہ مذکور میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے نجد کے حق میں فرمایا کہ ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان یعنے نجد میں زلزلے اور فتنے ہونیوالے ہیں اور نجد سے باہر آئیگا شیطان - پس ظہور اس اجمال کا اس انداز پر ہوا کہ ۱۲۰۳ ہجری میں سلطان سلیم ثالث بجائے سلطان عبد الحمید خان عموں اپنے کے از راہ تغلب تخت نشین ہوا اور سلطان سلیم کی اولاد کو محروم کیا اور سبب اسکے انتظام سلطنت میں برہمی اور قوانین اور ضوابط معہودہ اس دولت میں تخلل اور فساد شروع ہوا تا اینکہ بعد نوزدہ سال ۱۲۲۲ ہجری میں سلطان مصطفے برادر اپنے سلطان سلیم کو قتل کیا اور آپ تخت پر بیٹھا اب تزلزل بیکران اور تخلل بے پایان سلطنت آل عثمان میں نمایاں ہوا کہ تمامی صوبہ دار کہ جنکو زبان ترکی میں پاشا کہتے ہیں اور جمیع ملوک و توابعین سلطان نے رایت بغی و طغیان بلند کئے اور دائرہ اطاعت و انقیاد سے پاؤں باہر رکھا اور ہر ایک اپنے استقلال اور دوسرے کے استیصال کی فکر میں پڑا اور بسبب ضبط و بست اور نظم و نسق ملک سے غافل ہوئے یہانتک کہ نواحی ملک میں فتنہ و فساد عظیم اور شورش عظیم برپا ہوئی اور رفتہ رفتہ ملک حرمین محترمین صانہما اللہ عن کل الشین میں بسبب ضعف سلطنت روم کی بے انتظامی حکومت اور برہمی جمعیت نے رُخ کیا اور بہت سطوت شریف حرمین کی کہ ان مواضع مقدسہ کی حکومت انکی ذات مقدسہ سے تعلق رکھتی تھی درہم و برہم ہوئی اور ہوا خواہان اقتدار طالبان جاہ و دولت نے وقت کو

خاطرخواہ پاکر ہر طرف سے سر نکالا اور ہجوم کیا اور ملک گیری کی فکر میں مستغرق ہوئے۔ پس فتنہ ہائے عظیم اور حوادث فخیم نے ظہور کیا مگر بدترین فتن اور سخت ترین محن فتنہ وفساد اہل نجد کا تھا کہ وہ مابین عراق اور حجاز کے واقع ہے شیطان رجیم بصورت شیخ لاثانی متشکل ہو کر شریک مشرکین ہوا اسی وجہ سے شیطان کو شیخ نجدی کہتے ہیں غرض عبدالوہاب اعیان اور روسائے اہل نجد سے تھا بلکہ تمامی قبائل نجد میں ممتاز اور جدت فکر اور قوت بیان میں بےمثیل و بے انباز ذی علم پیشوائے خاص و عام سلسلہ انکی طریقت کا حضرت شاذلی پر تمام ہوتا ہے الغرض شیخ صاحب انقلاب مملکت اور برہمی سلطنت دیکھکر فکر ریاست اور تحصیل امارت میں پڑے مگر چونکہ حاصل ہونا ملک کا لشکر موفور اور خزانہ معمور پر موقوف ہے اور اس سے ہاتھ خالی تھا ناچار اس باب میں اپنی اولاد و احفاد سے کہ ہر ایک علم و شعور اور مکر و زور میں شیخ پر فضیلت رکھتا تھا مشورہ کیا سب کی رائے بعد اس امر پر قرار پائی کہ اجتماع مردم اور حصول ریاست کیلئے کوئی تدبیر بہتر تزویر اور حیلہ دینداری سے نہیں ہے جب مردم کالانعام اس دام میں پھنس جاویں اور فراہم آویں تو پہلے حرمین شریفین کو کہ خزانہ سے مالا مال اور فوج سے خالی ہیں تصرف میں لانا چاہئے بعد اسکے تمامی بلاد اسلام بسہولت تمام کہ آپس میں ہر ایک شخص کی نااتفاقی ہے ہمارے قبضۂ اقتدار میں آجاویگا۔ غرض اس خیال خام کو اپنی دماغ میں پختہ کر کے شیخ عبدالوہاب معہ اولاد و احفاد اپنے کے پندار پند اور طریقہ پیری مریدی پر کہ آبائی تھا آمادہ و سرگرم ہوا ہے عوام لوگوں کو اس ملک کے حلقہ اطاعت و انقیاد میں لایا سنہ ۱۲ ہجری میں جمعہ کے دن ایک مجمع کیا اور تمامی اعیان اہالی اطراف کو بلاکر وعظ کے طور پر ارشاد فرمایا کہ اے بھائیو شرع میں بدون بادشاہ کے چارہ نہیں ہے کسلئے کہ امامت جمعہ و جماعت و اعیاد و صالحات و نصب قضات و دادرسی مظلومان و تنبیہ ظالمان و اجرائے احکام شرعیہ و ترویج شعائر دینیہ موقوف ذات بادشاہ پر ہے اور سلطان روم و شام محض برائے نام ہے کسی طرح کی قوت و حکومت نہیں رکھتا پس نام اس کا خطبہ میں

باوصف سلطنت لینا دروغ صریح ہے کہ مطلق حرام ہے چہ جائے خطبہ کہ عبادت ہے چاہیے کہ سب حاضرین متفق ہو کر کسی شخص کو رئیس اپنا بنا دیں اور فرمانبرداری اسکی اپنے ذمہ پر واجب و لازم جانیں مگر اس تکلیف سے مجھکو معذور رکھیں کہ میں دنیا کیطرف رغبت نہیں رکھتا اول خواص شیخ صاحب نے کہ اس کید میں ہم داستان تھے اور پھر سب نے کہا کہ سوائے ذات شریف کے اور کوئی لایق اس منصب کے نہیں ہے فرمایا کہ عالم مجبوری ہے کیونکہ مخالفت جماعت مسلمین کی مناسب نہیں ہے۔ مگر ایک شرط پر کہ عقائد و اعمال میں بھی میرے فرمانبردار رہیں اور جو کچھ کہوں اس سے انحراف نہ کریں تو قبول کرتا ہوں الحاصل یہ کہکر سب سے بیعت لی اور لقب اپنا امیر المؤمنین رکھا اور اسی روز اپنا نام سلطان روم کیجگہ خطبہ میں داخل کیا اور دوسرے جمعہ میں تمام شہروں میں اس ملک کے نام شیخ صاحب کا خطبہ میں لیا گیا اور نام اپنے وطن کا کہ درعیہ ہے مقر امامت قرار دیکر تا دم زیست وہاں سے حرکت نہ کی اور اولاد اور اقارب اپنے کو امصار و بلاد میں مقرر کیا اور بخلفائے راشدین ملقب کیا اور قاضی وغیرہ مقرر کئے اور اپنے مقصود کو کہ غارتگری خزائن حرمین شریفین تھا اسطرح پر شروع کیا کہ ایک مذہب خلاف فرق اسلام بنایا بعض مسائل معتزلہ اور بعض خوارج اور ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ سے لیکر اور اپنی طرف سے ملا کر اسکو حجج اور احادیث وغیرہ آلہ سے مدلل کیا بعدہ صاحبزادہ محمد نامی نے اسکو توسیع دیکر کتاب التوحید نام رکھا اور دو باب پر مرتب کیا پہلا تو شرک میں دوسرا در بدعت میں تلخیص اسکی تکفیر اور تفسیق امت تدلیس اسکی یہ کہ بعض افعال محترمہ کو جنکے جہال مرتکب ہونے ہیں ساتھ افعال مختلف فیہا کے جو مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا مسنونہ یا مستحبہ تھی خلط کیا اور جو احادیث کہ انکی دعاوی پر دال تھیں تحذیفاً بیان کیا اور سب کا نام شرک و بدعت رکھا اور ان افعال کے مرتکبوں کی قطعی تکفیر کی حالانکہ بعض افعال انسے متعلق بتعظیم انبیاء و اولیاء و آثار متبرکہ کے تھے تاکہ نہب اور غارت کرے اور قتل و قمع اور لوٹنا اہل حرمین شریفین کی حلال ہو جائے اور یہ معبود بہادر ہو اور کئی نسخے اس کتاب کے اپنے خلفا

راشدین کے پاس بھیجکر آپ بھی ملک عدم ہوئے خلفائے مذکورین نے بحرمت بانی مضامین
اس کتاب کے عوام جہال کو گوش گذار کرکے اُسکی طرف دعوت کی اور سب نے بدل و جان دعوت
کو قبول کیا اور حفظ فرمان پر اسکے سر کو رکھا پس جب عالم ہستی نشین ہوا تو سعود نامی فرزند
ثانی شیخ ممدوح نے ۱۲۲۰ھ و آخر سلطنت سلطان سلیم ثالث میں نام نہاد زیارت کعبہ
معظمہ و جمعیت کثیر عزم بیت اللہ کا کیا جب یہ خبر اہل شہر نے سنی تو شریف کعبہ شریفہ سے
آنکر کہا کہ سرحد حجاز کا انتظام ضرور ہے کہ وہ لشکر باغی اس طرف اترنے نہ پاوے شریف نے
بسبب مغالطہ کے کہا کہ معاذ اللہ میں زائرین خانہ خدا کو زیارت سے منع کروں یہ تو اس
خیال میں تھے کہ یہ سب مسلمان خانہ خدا میں فساد نہ کرینگے اور حرمت اسکی نگاہ رکھینگے
اور وہاں دفعتہً سعود نے آنکر طایف کا محاصرہ کیا اور وہاں کے صغیر و کبیر
زن و مرد کو قتل کرکے سب اموال لوٹ لیا من بعد چند اپنے گماشتے وہاں متعین
کرکے مکہ معظمہ کو قتل کیا اور لوٹ لیا اور پاس لحاظ خانہ معظمہ کا نہ کیا مترجم کہتا ہے کہ انہوں
نے یہ امر جدید نہیں کیا بلکہ اسوہ اور تاسی خلفائے راشدین کی کی کہ حضرت خلیفہ ثانی صاحب
نے بھی خانہ رسول خدا کی اسی طرح حرمت کی تھی کہ اُسپر آگ لیکر جلانے کو چڑھ گئے تھے
اور گھر فرزندان جناب ختمی مآب کے جلانے کا ارادہ کیا جیسا کہ صاحب کتاب ملل و نحل کے
لکھنے سے بروایات نظام ثابت ہے کہ ان عمر ضرب بطن فاطمة حتی سقط المحسن من بطنها
وکان یصیح احرق الدار بمن فیها وما کان فیها بغیر علی فاطمة والحسن والحسین علیهم السلام
حاصل یہ کہ بضرب عمر حمل دختر رسول ہدیٰ کا محسن نامی ساقط ہوا۔ اور چیخ چیخ کر کہتا تھا
کہ میں جلا دونگا اس گھر کو مع ان لوگوں کے کہ جو اس گھر میں ہیں اور نہ تھے اس گھر میں
اسوقت مگر علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین - پس جبکہ حال پیشواؤں کا اس فرقہ کے
ایسا ہو تو اگر مرید انکا بھی ہوا تو کیا بعید غرض جرأت ان پیروں اور مریدوں کی
صاحبان دین و دیانت تصور کریں کہ مرشدوں نے تو اس گھر کا کہ جو مہبط وحی الہی

اور محل نزول ملائکہ تھا یہ حال کیا مرید پیروں پر بھی سبقت لیگئے کہ خدا ہی کے گھر کو
خراب و برباد کیا فاعتبروا یا اولی الابصار الغرض جب سعود مہم مکہ سے فارغ ہوا تو یلغار
بافوج قلیل قصد مدینہ منورہ کا کیا راہ میں جو دوچار ہوا طعمہ تیغ آبدار ہوا غرض مدینہ
منورہ کو بھی تہ تیغ بیدریغ کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اگر زندہ رہا تو اسکو فقیر کرکے چھوڑا مکانات
مقدسہ اور قبور متبرکہ اور مساجد عالیہ اور مشاہد منورہ اور مزار صحابہ کے مسمار اور منہدم کئے
حرمین شریفین کو بےچراغ و ویران کردیا من بعد ارادہ فاسد انہدام روضہ رضیہ اور مرقد
مرضیہ جناب ختمی مآب کا کیا اور ازراہ کمال بیدینی اور بے ایمانداری کے نام اس روضہ رشک دہ
روضۂ رضوان کا صنم اکبر رکھا غرض بمجرد دروازہ کھولنے کے ایک اژدہا مثل عصائے حضرت
موسیٰ پیدا ہوا اور ایک شعلہ تنفس سے ان بدکاروں کو جلاکر سواد الوجہ فی الدارین کا
کیا اور سب کے سب ہی دار البوار ہوئے پس بمجرد اسکے کہ نعشہائے ناپاک ان سیاہ درونوں کے
حرم محترم سے باہر لیگئے ۔ ایک بوئے بد انمیں ایسی پیدا ہوئی کہ باقی فوج شقاوت
موج متحمل اس بوئے بد کی نہ ہوکر بے غسل و کفن و دفن صحرا میں پھینک بھاگ آئے اور یہ
حال سب موافق و مخالف کے روبرو بیان کیا ۔ مولوی فضل الرسول شاہ لکھتے ہیں کہ اس
فقیر نے سنہ ۱۲۵۰ ہجری میں بگوش خود حاضرین اس واقعہ سے کہ سب ثقہ تھے سُنا الحاصل
بعد تکمیل و تتمیم مراتب جور و ستم ایک معتمد کو ہمراہ فوج ظلم اجگہ چھوڑ کر مع تمام احمال و اثقال
مکہ معظمہ کے جانب معاودت کی پھر بلاد حجاز و عراق وغیرہ پر دست تعدی دراز کیا
اور سانجام کار کربلائے معلی سے بھی وہی معاملہ کیا کہ جو حرمین شریفین سے کیا تھا آخر کار
غیرت الٰہی جوش میں آئی اور سلطان محمود خان کے ہاتھ سے اس فرقہ کو خاک ہلاکت
پر ڈالا اور سب کو نیست و نابود کیا یہ خلاصہ اس چیز کا ہے کہ جو بوارق محمدیہ میں مفصلاً
مندرج ہے جسکو شوق مفصلاً اس قصہ کے دیکھنے کا ہو وہ اس کو دیکھ لے پس
اصل حال شیخ عبدالوہاب صاحب اور انکے فرزندان دالاتبار کا یہ ہے کہ جو قلم بند ہوا

صاحب سالے نے اس حال بدمآل کو منقلب کر کے اور حق کو باطل سے بدل کر کذب کو تو فروغ دیا اور صدق کو ڈبو دیا اور جہال بیچارونکو تباہ کیا اور یہ حال شیخ صاحب کی اولی العزمی کا دیکھکر مولوی اسمٰعیل صاحب نے بھی اولی العزمی اختیار کی تھی اور چاہا تھا کہ اسی طرح لوگونکو اپنا مطیع فرمان کر کے ملک گیری کیجیئے اور بادشاہ بن بیٹھیے مگر نتیجہ ایسے امور کا اچھا نہیں ہوتا مولویصاحب نے ثمرہ اسکا دیکھا جو کچھ کہ دیکھا مگر ہاں یہ ثمرہ تو البتہ حاصل ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا کی خونریزی کے باعث ہوئے اور صدہا اطفال صغار اور عورات جوان کو یتیم و بیوہ کر دیا اور مظلمہ اُن کی خرابی و بربادی کا اپنے ذمہ پر لیگئے۔ آمدیم بر سر مطلب پس ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت و فی نفس الامر فرقہ وہابیہ اس فرقہ سے کہ جس کو یہ بدعتی کہتے ہیں بدعات میں غالب اور چیرہ دست ہے گو بدعات اس فرقہ کی بھی کچھ کم نہیں کیا قدرت خدا ہے کہ چونکہ

غلامان قائل سلونی ما دون العرش اور محبان لولا علی لہلک عمر اکثر بدعات فرقہ بدعیہ کو حیز تحریر میں لائے تھے اور کتب مبسوط انکی بدعات میں تیار کی تھیں تو علما فرقہ مذکورہ اپنے مقلدین کو منع کرتے رہتے ہیں کہ کوئی شخص کتب مناظرہ فرقہ شیعہ کو نہ دیکھے مبادا کہ کوئی شخص شیعہ ہو جائے پس باین سبب کوئی انکو نہ دیکھتا تھا اور حق اُنپر چھپا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے انہیں میں سے ایک فرقہ ایسا پیدا کر دیا کہ جس نے حال انکے بدعات کا بخوبی منکشف کر دیا اور ہماری کتابونکی تصدیق کرا دی اور پھر اُنہوں نے انکی بدعات کو بیان کر دیا غرض کہ وہ حق ایک مدت سے پس پردہ مستتر و پوشیدہ تھا ان صاحبونکی نضیحت باہمدگر سے ہر شخص پر کھُل گیا اور یہ ظاہر ہو گیا کہ فرقہ شیعہ ان باتوں میں کسی پر تہمت نہیں کرتا بلکہ جو لکھتا ہے وہ حق و سچ لکھتا ہے کچھ اسمیں بہتان و افترا نہیں سچ ہے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد نز الفضل ما شہدت بہ الاعداد بہر حال چونکہ یہ دونو گروہ زمرہ متمسکین

ثقلین سے خارج اور طوائف متخلفین سفینۃ البیت میں داخل لہذا مفصلاً جواب مسائل مندرجہ
رسالہ مذکورہ اپنے ذمہ سے ساقط دیکھا مگر مجملاً چند فقرات بنابر انموذج لکھدیئے
گئے ہیں تا صاحبان خبرت و بصیرت حق و باطل میں تمیز کریں اور جہال ہدایت پائیں
مگر اولاً جاننا چاہیئے کہ دریں ولا عجب انقلاب ہوا ہے زمانہ کو کہ جتنے مسائل فروعیہ
اور اصولیہ قدیمیہ فرقہ اہل تسنن کے تھے کہ جنکو بدعتی کہتے ہیں اُنکو فرقہ وہابیہ نے
بدل کر اپنی طرف سے نئے قواعد جاری کیئے اور انکو بالکل نیست و نابود اور باطل اور
فاسد کر دیا اور طرفہ یہ ہے کہ ہزاروں فہمیدہ و نافہمیدہ نے طریق سابق کو چھوڑ کر
طریق جدید لاحق کو اختیار کر لیا غرض سفینہ دین اسلام ان اہل اسلام کے ہاتھوں سے
ایسا تباہی میں آیا ہے کہ خدا ہی اسکا حافظ و نگہبان ہے ایک فرقہ تو اپنے مقلدین
اور توابعین کو یہ پند و وعظ فرماتا ہے کہ اگر تمہارا باپ یا ماں بیٹا یا بیٹی یا اور کوئی
خویش و تبار دوست احباب سے مرجائے تو بعد ڈالدینے کے گڑھے میں پھر اسکا نام نہ لو
نہ اُسپر گریہ و بکا کرو نہ اسکو کسی طرح کا ثواب پہنچاؤ نہ اسکے واسطے قرآن پڑھو نہ اسکے
فاتحہ درود دلاؤ نہ اسکے نام پر صدقہ دو غرض کوئی امر خیر اس کے لیئے نہ
کرو اور ایسا سمجھو کہ مرگئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود اور غضب کی یہ بات
ہے کہ اسقدر پر بھی اکتفا نہیں کرتے اور پیغمبروں تک پہنچے ہیں اور کہتے
ہیں کہ انکے بھی فضائل نہ پڑھو جہال کو انکے اوصاف پسندیدہ اور محامد حمیدہ
اور معجزات عالیہ نہ سناؤ ان کو ثواب فاتحہ کا نہ پہنچاؤ انکے نام پر درود
نہ پڑھو ان کے واسطے مساکین و محتاجین کو کھانا نہ دو۔ نذر و نیاز بھی
نہ کرو مجلس منعقد کرکے اسمیں انکا ذکر نہ کرو۔ مولود شریف اسمیں نہ پڑھو
کہ یہ بدعات ہیں۔ خداوند عالم ان باتوں پر خفا ہوتا ہے جیسا کفار سے
بسبب عبادت بتوں کے خفا ہوتا ہے اور جیسا کہ بتوں کی تعظیم و تکریم اور

ذکرا ذکار سے آزردہ ہوتا ہے ویسا ہی اپنے انبیاؑ اور اولیاء اور شہدار خصوص اپنے حبیب محمد مصطفیٰ اور ان کے اسباط واحفاد واولاد مثل حسنین کے ذکرا ذکار اور تعظیم وتکریم سے بھی آزردہ ہوتا ہے غرضکہ اگر کسی کو اس میں شک ہو تو وہ انکے رسائل مصنفہ کو دیکھ لے اور دوسرا فرقہ کہ جسکو بدعتی تعبیر کرتے ہیں وہ ان سب امور کو جائز رکھتے ہیں اور فرقہ اولی کے برخلاف فتوے دیتے ہیں یہ حال ہے ان دونوں فرقوں کا غرض افراط وتفریط سے کوئی فرقہ خالی نہیں دیکھو کہ صاحب رسالہ نے یہ بھی سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ عرس اولیاء انبیاء کا یا مزامیر ہو یا بلا مزامیر ہر طرح سے بدعت ہے اور سند اس پر اس قول کو لایا ہے کہ لعن رسول اللہ زائرت القبور والمتخذین علیہا المساجد والسراج یعنی لعنت کی رسولؐ اللہ نے ان عورتوں کی جو قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور ان مردوں پر جو قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں اب انکے دھوکا دینے اور جہال کے بہکانے کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کس بیباکی سے حدیث مذکور کو علت بدعت عرس کی گردانی ہے حالانکہ حدیث میں ممانعت عورتوں کی قبور پر جانے کی ہے نہ مردوں کی اور فائدہ ان کی ممانعت میں یہ ہے کہ باہر نکلنے میں عورات کی سو طرح کی خرابیاں متصور ہیں خصوص مجمع رجال میں آنا کہ انواع واقسام کے فساد مظنون ہیں دیکھو پردے میں بیٹھنے کا حکم خدائیتعالی نے ازواج نبیؐ کو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ - پس جبکہ ازواج نبیؐ کے واسطے یہ حکم ہو کہ تم گھر میں بیٹھو اور باہر نہ نکلو حالانکہ وہ سب مومنین اور مسلمین کی مائیں ہیں تو پھر اور عورات کا کیا حال مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرد بھی قبروں کی زیارت نہ کریں خصوص قبور انبیاء واولیا کہ زیارت انکی باعث خوشنودی خدا

اور نجات عقبیٰ ہے پس اس حدیث سے مطلق عُرس کو منع کرنا کہ مرد بھی
جمع نہوں یہ جرأت اور بیباکی اسی فرقہ کی ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مقبرے
اگر خالی ہوں مجمع رجال سے اور جائے محفوظ اور پردے کی ہو تو اس وقت
میں عورت کا بھی جانا مضایقہ نہیں رکھتا ہے اور ایسے ہی اس عبارت کا
کہ جسکو تفسیر مظہری سے نقل کیا ہے اسواسطے کہ اس میں تو ممانعت ہے سجدہ کرنے
سے قبر پر اور اسکے گرد پھرنے سے نہ یہ کہ ممانعت ہے اس میں جمع ہونیکی
قبر پر پس جو شے کہ اصل میں جائز ہے بلا وجہ اسکی ممانعت بعید از عقل ہے
اور معنی اس فقرہ کے ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عُرسا یہ
ہیں کہ قبور پر مثل روز عید زینت اور آرائش اور لباس خوش قماش بیش قیمت ملون
بالوان معطر بعطریات باہر وہاں جمع نہوں اور قبرستان کو سیر گاہ قرار نہ دو
کہ یہ مواضع مقام عبرت ہیں یہاں عبرت پکڑنے کیلئے آؤ اور خیال کرو کہ
کل اسی طرح ہم سب کو بھی تہ خاک جانا ہے اور یہ خیال کرکے توبہ اور استغفار
کرو اور گناہ سے بچو۔ اطاعت خدا کی کرو شیطان سے بھاگو پس اس حس کو
دیکھو کہ صریحاً لفظ اعیاد و قول مذکور میں موجود ہے اس کا خیال نہ کرکے مطلق اجتماع
سے منع کر دیا۔ اسی جگہ پر صادق آتا ہے کہ چھوڑ دینا وانتم سکاری کو اور عمل کرنا
لاتقربوا الصلوٰۃ پر اور یہ جو چراغ جلانے کو قبر پر منع کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں
کہ کیا قبر نبیؐ اور قبور شیخین پر بھی کوئی چراغ و قندیل روشن کرتا ہے یا وہ ہمیشہ
اندھیرے ہی میں رہتے ہیں اور کوئی ان حضرات کی زیارت کو جاتا ہے یا
نہیں جاتا۔ درصورت اولیٰ لازم آتا ہے بنابر مذہب اس فرقہ جدیدہ قلیلہ
کے کہ زمانہ وفات سرور کائنات سے آجتک سب مسرجین اور زائرین
کا فر ہوگئے ہوں اور درصورت ثانیہ ہزاروں دیکھنے والے چراغ قبر رسولؐ

اور زائرین روضۂ منورہ آنحضرت جھوٹے ہوں اور یہ لوگ سچے عجب یہ فرقہ ہے کہ ایسی باتوں کو بدعت کہتا ہے کہ جو بنا بر عقل و نقل مستحسن ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مراد ممانعت سے روشن کرنے چراغ کے قبر پر یہ ہے کہ قبور کو مثل دیوالی ہنود پُر از چراغان کرو جیسے کہ ہنود بروز مذکور صدہا چراغ دوکانوں میں اور گھروں میں جلاتے ہیں تاکہ قبور سیرگاہ نہ ہوجاویں نہ ممانعت ہے مطلق چراغ جلانے کی سچ ہے کہ یہ فرقہ نہ خدا کا ہے نہ رسول کا نہ پیر کا ہے نہ پیغمبر کا سوائے شرک و بدعت کے اور کچھ انکے پاس نہیں ہے مگر یہ سب خرابیاں ثمرہ انہیں دو باتوں کا ہے کہ رسول مقبول کو دوات و قلم نہ دی اور ثقلین سے متمسک ہوئے

والسلام علی محمد المصطفیٰ و آلہ الابرار

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ فیض ترجمان ہادی راہ گم گشتگان یعنی المسمی بہ سراج الایمان حسب درخواست مومنین با تمکین باہتمام کارپردازان مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۳۲۷ ہجری میں چھپکر شایع ہوا پروردگار عالم بفضل خاص مصنف مرحوم مغفور کو غریق دریائے رحمت کرے

کتبہٗ حقیر سگ درگاہ علی ولی
محمد اشرف علی لاہوری
عفی عنہ